REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱　　شمارہ ۵

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:۔ محمد کریم الدین شاہد

نائبین:۔ قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:۔
بذریعہ ہوائی ڈاک:۔ ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:۔ دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۴ رجب ۱۴۱۲ ہجری　　۳۰ صلح ۱۳۷۱ ہش　　۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

● — بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

● — محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا آپریشن مورخہ ۲۹ جنوری کو لندن ٹائم کے مطابق صبح آٹھ بجے ہو چکا ہے۔ آمدہ تازہ اطلاع کے مطابق بیماری کی نوعیت تشویشناک والی ہے۔ خصوصی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی خبر اندر صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

—※—

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

سپاسنامہ

بحضور سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

منجانب درویشانِ قادیان و ہر سہ مرکزی انجمنیں و ذیلی تنظیمیں و احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت

بر موقعہ قدوم میمنت لزوم در قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۱ فتح ۱۳۷۰ ہش مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء

الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ کہ چوالیس سال کی طویل فرقت کے بعد معظم امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قدوم میمنت لزوم سے قادیان اور سرزمین ہند مشرف ہوئے۔

اے ہمارے رحیم و کریم خدا! جن کے دیدار کے لئے آنکھیں ترستی رہیں، ان کی دید سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے جو سامان تو نے اپنے فضل و کرم سے فرمائے تیرے اس احسان اور اپنی خوش نصیبی پر ہم تیرے حضور سربسجود ہیں۔

اے ہمارے پیارے آقا! اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے مشرق و مغرب میں کئی ملکوں کے للّٰہی سفر اختیار فرمائے۔ لیکن اس تاریخی سفر کے موقعہ پر جو تقسیم ملک کے بعد آزاد ہندوستان میں خدا کے خلیفہ کا پہلا مبارک سفر ہے، ہم دل کی گہرائیوں سے حضور کی خدمت میں اَھْلًا وَّ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دست بہ دعا ہیں کہ حضور کے اس سفر کو جماعت احمدیہ نیز ہندوستان کے لئے بے شمار خیر و برکت کا موجب بنائے اور تا اختتام سفر ہر گام پر فرشتوں کا نزول رہے اور ہر آن اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حضور کے شاملِ حال رہے ؏

اے کہ آمدنت باعثِ آبادیٔ ما

اے ہمارے محبوب آقا! اور اے قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ رابع! ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو اللہ تعالیٰ نے حضور کو مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آج تک حضور کی مؤید من اللہ قیادت پر صرف ۹ سال کا عرصہ گزرا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اس کی نصرتوں کی لہر در لہر موجوں پر سے گزرتے ہوئے جماعت احمدیہ نے دہاکوں کا سفر طے کر لیا ہے۔

اے خلیفہ برحق! اللہ تعالیٰ نے حضور کے دورِ خلافت کو بعض ممتاز خصوصیات سے نوازا ہے۔

○ پہلی خصوصیت یہ عطا ہوئی کہ حضور کے عہدِ خلافت کے اس نو سالہ عرصہ میں ۱۹۸۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر سو سال پورے ہوئے۔ ۱۹۸۶ء میں پیشگوئی مصلح موعودؓ پر سو سال پورے ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں جماعت کے قیام پر سو سال پورے ہوئے اور ساری دنیا میں عظیم الشان صد سالہ جشنِ تشکر منایا گیا۔ ۱۹۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیح موعود پر سو سال پورے ہوئے۔ نیز اسی سال ہجری سنہ کے لحاظ سے سورج چاند گرہن کے عظیم الشان نشان پر سو سال پورے ہوئے اور اب جلسہ سالانہ کے قیام پر سو سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ اپنے محبوب امام کی قیادت میں دائمی مرکز سلسلہ قادیان میں سو سالہ جلسہ سالانہ کا انعقاد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ جس میں حضور کی خاص شفقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابی اور ایک صحابیہ بھی رونق افروز ہیں فالحمد للہ، وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔

○ دوسری خصوصیت یہ عطا ہوئی کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِّ کامل اور روحانی فرزندِ جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیابت میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق دنیا بھر کے معاندین و مکفرین کو دعوتِ مباہلہ دی۔ اس کے نتیجہ میں دنیا نے ایک بار پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کو کمال شان سے پورا ہوتے دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سرکش دشمنوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا اور ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ الودود کے اس قول کو بپایۂ قبولیت جگہ دی کہ

؏ کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغِ دعا، آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

اس کے ساتھ جماعت احمدیہ کو ایسی نصرتوں سے نوازا جن کے شیریں ثمرات سے انشاء اللہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر دارالمسیح قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

Ahmadiyya ... Kazi Library Receipt No 260 ... 10-2-92

پوری صدی کے احمدی فیضیاب ہوتے رہیں گے ۔ !!

○ حضور کے دورِ خلافت کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ جب دشمن نے یہ یقین کرلیا کہ وہ مونہہ کی پھونکوں سے چراغِ احمدیت کو بجھانے میں مسلسل ناکامیوں اور حسرتوں سے دوچار چلے آئے ہیں تو انتہائی سفلہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو آرڈی ننس جاری کر دیا۔ ہاں اسی ظالمانہ کارروائی کا نتیجہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ حضور کو ملک سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن یہ ہجرت مشیتِ ایزدی سے کئی شیریں ثمرات پر منتج ہوئی۔ اندرونِ ملک اگرچہ احمدیوں پر شدید ظلم وستم روا رکھے گئے، شمعِ احمدیت کے پروانوں نے ان مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دو درجن سے زائد فدائیوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ سینکڑوں فرزندانِ احمدیت جیلوں میں کوہِ عزیمت بنے رہے۔ سینکڑوں احمدی مقدمات کی سختیاں خوشی خوشی جھیلتے آرہے ہیں۔

اور بیرونی دنیا میں تبلیغ و اشاعت اور جماعتوں کی تربیت کی سمت حیرت انگیز کارنامے ظہور پذیر ہوئے۔ خاص طور پر خدمتِ قرآن کی توفیق عطا ہوئی چنانچہ اب تک چھیالیس زبانوں میں مکمل قرآنِ کریم کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ منتخب آیات، منتخب احادیث اور منتخب ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب، ملفوظات، مکتوبات اور تفسیر کبیر کی جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کی اشاعت وغیرہ اس کے علاوہ ہے۔ لندن۔ جرمنی اور کینیڈا میں جماعت کے بڑے بڑے کمپلکس قائم ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ آسٹریلیا کے پانچویں براعظم میں جدید پریس کا قیام۔ وقفِ نو کی آسمانی تحریک۔ حضور کے خطبات کو سٹیلائیٹ کے انتظام کے ذریعہ براہِ راست ہزاروں میل دور دیگر ممالک میں سنائے جانے کا پروگرام یہ سب ہجرت کی برکتوں کے طور پر ظاہر ہوئے۔

پھر اسی ہجرت کے بعد حضور کے دوروں اور ذاتی توجہ کے نتیجہ میں یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ۔ مشرقِ وسطی اور خود ہندوستان میں جماعت کی تبلیغ و اشاعت، تربیت اور مالی قربانیوں کا رجحان اس قدر بڑھ گیا کہ بعض ممالک میں ترقی کا گراف ہجرت سے قبل کے سالوں کی نسبت سو گنا سے بھی اوپر نکل چکا ہے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

○ چوتھی خصوصیت حضور انور کے مبارک دورِ خلافت کو یہ عطا ہوئی کہ نائیجیریا کے تین بادشاہوں کو قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ اور متعدد ممالک کے وزراء۔ ممبرانِ پارلیمنٹ اور بہت سی شخصیتیں جماعت کے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے لگیں۔ اور جماعت کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

○ پانچویں خصوصیت حضور کے دورِ درخشندہ کو یہ عطا ہوئی کہ دیوارِ برلن کے گرنے اور روس میں کمیونزم کے زوال کے بارے میں آسمانی پیشگوئیاں ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہوئیں۔ یہ عجیب تصرفِ الٰہی ہے کہ ان نئے میدانوں میں داخل ہونے بلکہ ان راستوں کے کھلنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے برحق خلیفہ کی راہنمائی فرمائی جس کے نتیجہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور دیگر اسلامی لٹریچر کے ترجمہ کی اشاعت کی توفیق ملی اور خلیفہ رابع کی اس خدمت کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے یہ نشان دکھایا کہ جماعت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس سال جلسہ سالانہ لندن پر ۲۰ افراد پر مشتمل روسی وفد نے شرکت کی۔ اور روس کے معزز ممبران نے حضور کی خدمت میں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے روسی لباس کوٹ اور ٹوپی پہنائی۔ اور اپنے ممالک میں آنے کی دعوت دی۔

پس اے ہمارے دل و جان سے پیارے آقا! حضور کی بابرکت موجودگی میں ہم اللہ تعالیٰ کے ان افضال کی یاد داشت تازہ کرتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں جو شکر کا حق ہے اس کے ادا کرنے کی توفیق پانے اور جذبۂ اطاعت۔ قوتِ عمل اور وفا کے ساتھ تادم واپسیں خلافت کے دامن سے وابستہ و پیوستہ رہنے کے لئے حضور انور کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ہمام کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر سے نوازے۔ ہمیشہ روح القدس کی تائید حضور کے شاملِ حال رہے اور ہماری طرف سے ہمیشہ حضور کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور حضور کے اس "نزول در قادیان"[1] کو فتح مبین کا پیش خیمہ بنا دے۔ اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو اپنے فضل سے اس قابل بنا دے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں خلافت کی دائمی واپسی کے جلد سامان فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

آخر میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی الفاظ میں یہی عرض کرتے ہیں کہ

"خوش آمدی۔ نیک آمدی۔"

(تم خوش آئے ہو اور اچھے آئے ہو)

(تذکرہ ص۶۹۹)

والسلام

ہم ہیں حضور کے ادنیٰ غلام

○

نوٹ:۔ مورخہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو سہ پہر چار بجے مسجد اقصیٰ قادیان میں منعقدہ ایک سادہ اور پُر وقار استقبالیہ تقریب میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے یہ سپاسنامہ پڑھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ قارئینِ بدر کے افادہ کے لئے اس کا مکمل متن شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ بدر)

محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے بارے میں

تازہ اطلاع

بذریعہ فیکس یہ اطلاع ملی ہے کہ مورخہ ۲۸ر جنوری ۹۲ء کو مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے ایمنٹ جارج ہاسپٹل سے رابطہ کر کے محترمہ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق جو رپورٹ بھیجی ہے اس کے مطابق حضرت بیگم صاحبہ کے معدہ کے خاص ایکسرے کے بعد یہ بات واضح ہوئی ہے کہ معدہ کے منہ پر رکاوٹ ہے۔ جس کی وجہ سے معدہ سے غذا انتڑیوں کی طرف نہیں جا رہی۔ یہ تکلیف پتہ میں پتھریوں کے علاوہ ہے اس لئے معدہ اور انتڑیوں کے درمیان کا راستہ بحال کرنے کے لئے جلد ہی انشاء اللہ آپریشن متوقع ہے۔ تاریخ کا فیصلہ دو دن کے اندر انشاء اللہ ہوگا۔ ویسے عمومی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے برقرار ہے۔

بعد ازاں مورخہ ۲۹ر جنوری کی صبح دہلی سے بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی کہ آج ہندوستانی وقت کے مطابق دوپہر ایک بجے محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کا آپریشن ہونا قرار پایا ہے دعا کی درخواست ہے۔ اسی روز محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے امرتسر سے بذریعہ فون لندن سے رابطہ کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے بات ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت بیگم صاحبہ کا آپریشن ہو گیا ہے ایکسپرٹ ڈاکٹر صاحبان معائنہ کرنے والے ہیں۔ معائنہ کے بعد وہ رائے دیں گے کہ آپریشن کے بعد حضرت بیگم صاحبہ کی حالت کیسی ہے۔

مورخہ ۲۹ر جنوری کی فیکس میں محترم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ کا آپریشن آج صبح آٹھ بجے (لندن ٹائم) ہو گیا ہے۔ معدہ کے منہ پر رکاوٹ تھی جس کی وجہ سے غذا معدہ سے انتڑیوں میں منتقل نہیں ہو رہی تھی اس لئے معدہ کو دوسری جگہ انتڑی سے جوڑ کر راستہ بنا دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کی رائے ہے کہ بقیہ علاج دوسرے ماہرین کے مشورہ کے بعد انشاء اللہ ادویات کے ذریعہ ہوگا۔ لیکن اصل انحصار دعا پر ہے۔ حضرت بیگم صاحبہ کو ہسپتال میں اپنے کمرہ میں منتقل کر دیا گیا ہے اور طبیعت STABLE (متوازن) ہے۔

مورخہ ۳۰ر جنوری کو بذریعہ فیکس اطلاع ملی ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ کی بیماری کی نوعیت فکرمندی کا موجب ہے دردمندانہ دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔ ھُوَالشَّافِی۔

آپریشن کی کامیابی کے لئے جماعت احمدیہ قادیان کے افراد نے فوراً دو بکرے صدقہ کا اہتمام کیا۔ احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ حضرت بیگم صاحبہ کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ بیماری کے ہر بد اثر سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور صحت و سلامتی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین

(ادارہ بدر)

بدر کی قلمی اور مالی اعانت آپ کا قومی فریضہ ہے۔ اس کی توسیعِ اشاعت میں حصہ لیجئے۔ (مینیجر بدر)

---

[1] "نزول در قادیان" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ملاحظہ ہو تذکرہ ص۸۰۶ ایڈیشن چہارم ناشر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ۔ جو حضور انور کے بطور نزیل یہاں آنے پر پورا ہوا۔ (ادارہ)

خطبہ جمعۃ المبارک

کیا آپ نے دعوت الی اللہ کے کام کو اپنی جان کے ساتھ اس طرح لگالیا ہے جیسے غم لگ جایا کرتے ہیں؟

لگن کے نتیجہ میں جستجو اور تتبّع پیدا ہونا چاہیئے اور اگر یہ نہیں ہے تو اسی حد تک آپ کے دل کی لگن میں کمی ہے!

یہ لمبا کام ہے لیکن اس کا آغاز ہونا چاہیئے، اگر آغاز درست ہوجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ یہ کام سنبھالا جائے گا

ایک بات یاد رکھیں کہ جس کے اندر سچائی کی روشنی نہیں ہے جس کی طبیعت میں کجی ہے اس کی آپ اصلاح نہیں کرسکتے!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ نبوت ۱۳۷۰ ہش مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیۃً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (قائم مقام ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

دعوت الی اللہ کے کام کو زیادہ احسن رنگ میں چلانے کے متعلق میں نے چند باتیں پچھلے خطبہ میں عرض کی تھیں۔ اب میں اسی مضمون کو وہیں سے اٹھاتے ہوئے مزید کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

FOLLOW UP ایک انگریزی محاورہ ہے یعنی تتبّع کرنا۔ ایک بات چلا کر پھر اس کی پیروی کرنا جستجو کرنا اور دیکھنا کہ وہ بات اپنے مقصود تک پہنچی بھی ہے کہ نہیں۔ اس کی ایک بہت ہی خوبصورت تصویر قرآن کریم نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے واقعہ میں بیان فرمائی کہ جب اُن کی ماں نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اللہ کی وحی کے مطابق بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا کی لہروں میں بہادیا تو پھر بہن کو بھیجا جو پیچھے پیچھے ساتھ ساتھ کنارے پر چلتی تھی۔ اور دیکھ رہی تھی کہ یہ ٹرنک یا لکڑی کا بکس (BOX) جو بھی کہہ لیجئے یہ کہاں پہنچا اور کیسے پہنچا اور اُس بچے کا کیا بنا۔ ایمان تو لازم تھا۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں۔ لیکن جب یقین بھی ہو، خدا تعالیٰ کی وحی بتا رہی ہو کہ بچہ محفوظ ہوجائے گا اور اپنے اُس اعلیٰ مقصد کو پالے گا جس کی خاطر تم یہ قربانی کر رہی ہو، اس کے باوجود انسانی فطرت میں اگر محبت اور تعلق ہو تو یہ جستجو از خود پیدا ہوتی ہے کہ ہوگا تو سہی لیکن خود اپنی آنکھوں سے تو دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ وہ جستجو ہے جس کے نتیجہ میں انسانی منصوبوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر آدمی بات کہے اور نصیحت کرے اور اس بات اور نصیحت سے اس کا ذاتی گہرا قلبی تعلق نہ ہو، یا اُس شخص سے گہرا قلبی تعلق نہ ہو جس کو وہ بات کہتا ہے اور نصیحت کرتا ہے تو اسی حد تک اس کے تتبّع میں کمی آجائے گی۔ بعض لوگ اس رنگ میں نصیحت کرتے ہیں کہ گلے سے بات اُتاری اور کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم نے جو کہہ دیا کہہ دیا۔ اب آگے تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ اور کچھ لوگ ہیں جو نصیحت کرنے کے بعد اُس کے اثر کو دیکھتے ہیں۔ اثر نہیں پڑتا تو اُن کا دل غم سے ہلکان ہونے لگتا ہے۔ اپنی زندگی کو اس نصیحت کی خاطر اس طرح غم میں گھلا گھلا کر زندگی کا نقصان کر رہے ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا یا سننے والا ان کے ظاہر سے اندازہ بھی نہیں لگا سکتا کہ ان کی کیا کیفیت ہے۔ لیکن عالم الغیب خدا جانتا ہے یا وہ خود جانتے ہیں کہ ان کی کیا حالت ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایسا ہی نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الشعراء: ۴) اے میرے بندے! تو اپنے آپ کو غم میں ہلاک کرلے گا کہ تیری باتیں ان پر اثر نہیں کر رہیں۔ اور وہ ایمان نہیں لا رہے۔ تو

یہ دعوت الی اللہ کی روح ہے

جس کا معراج حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صورت میں دنیا میں ظاہر ہوا۔ اور اس کی کیفیت، کو قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے ہمارے سامنے رکھ کر زندۂ جاوید کردیا۔ یہی وہ طریق ہے جو ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو بھی اختیار کرنا ہوگا۔ اور ہر اُس شخص کو بھی جس نے دعوت الی اللہ کے پروگرام مرتب کرنے ہوں۔ نصیحت آپ تک پہنچی ہے۔ آپ اُس نصیحت کو آگے پہنچا بھی دیتے ہیں جو اکثر صورتوں میں نہیں پہنچاتے۔ اس سلسلہ میں میں پہلے بات کرچکا ہوں۔ پہنچا بھی دیتے ہیں تو آپ کا فرض پورا نہیں ہوجاتا۔ جب ایک منتظم کو یہ اطلاع ملتی ہے یا امیر کو منتظمین کی طرف سے یہ اطلاع ملتی ہے کہ ہماری تحریک پر فلاں فلاں جماعت میں اتنے اتنے دعوت الی اللہ کرنے والے یا دعوت الی اللہ کی تمنا رکھنے والے پیدا ہوچکے ہیں تو اس اطلاع کے بعد ایک حصہ دل کا مطمئن ہوجانا چاہیئے کہ نصیحت کسی حد تک کارگر ہوئی اور بات آگے چل پڑی۔ لیکن پھر وہ دعوت الی اللہ کرنے والے کیسے پیدا ہوئے۔ انہوں نے ان نیک ارادوں کو عمل میں ڈھالا کہ نہیں۔ اور مستقل مزاجی کے ساتھ ان کی پیروی کی یا نہیں۔ دعوت الی اللہ کی تو کس رنگ میں کی۔ اس کے نتائج کیسے نکلے؟ یہ سارا ایک سلسلہ ہے جو دعوت کا پہلا پیغام پہنچانے کے نتیجہ میں چل پڑتا ہے۔ اور تبلیغ کے نتیجہ میں احمدی ہونے والے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ سلسلہ اس رنگ میں کڑی کے بعد دوسری کڑی جاری ہوا کہ نہیں؟ یہ سوال ہے جو دل میں اُٹھنا چاہیئے۔ اور اگر کسی شخص کو کسی کام سے دلی لگن ہو تو یہ سوال ضرور اُٹھے گا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کی طرح دریا کے کنارے کنارے چلے گا، بار بار نظریں ڈالے گا اور دیکھے گا کہ اُس پروگرام کو جو میں نے جاری کیا تھا یہ کس انجام کو پہنچا ہے۔ اور اگر اس کی حالت اور ترقی کرے تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل کے مشابہ کسی حد تک، سو فیصد تو ممکن نہیں کوئی اور اس کیفیت کو پاسکے۔ لیکن کسی حد تک اس کیفیت کو اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ اور اس پروگرام سے اس کو دلی محبت پیدا ہوجائے گی۔ ایسی محبت ہر گز جیسے ایک مصنف کو اپنی تصنیف سے یا ایک مصوّر کو اپنی تصویر سے ہوتی ہے۔ ہر خالق کو اپنی مخلوق سے محبت ہوتی ہے۔ پس ان منصوبوں کو جو اپنا بنالیں، اپنے دل کو لگالیں، اپنا ذاتی کام سمجھنے لگ جائیں اور اس منصوبے سے ان کو پیار ہوجائے، اُن کے کاموں میں اور قسم کے رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اور طرح کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

پس دعوت الی اللہ سے متعلق تمام عہدیداروں کو خواہ وہ منتظم ہوں، ناظم ہوں، سیکرٹری ہوں یا اُمراء ہوں، میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے دل کا پہلے جائزہ لیں کہ کیا آپ نے اس کام کو اپنی جان کے ساتھ اس طرح لگالیا ہے جیسے غم لگ جایا کرتے ہیں۔ **جیسے لگن لگ جاتی ہے۔ جیسے عاشق کو عشق کھانے لگ جاتا ہے۔ کیا ایسی کیفیت آپ کی اس پروگرام سے تعلق پیدا ہوئی ہے یا نہیں۔ یا کچھ نہ کچھ اس قسم کی کیفیت آپ محسوس کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر ابھی یہ کام آپ کے بس میں نہیں۔ آپ کو اپنا**

کچھ اور تعلق دین کے کاموں سے اور دین کے کاموں کے اپنی تکمیل تک پہنچنے کے حوالہ سے بڑھانا پڑے گا۔ یہ تعلق بڑھے گا تو کام آگے چلے گا۔ اگر یہ تعلق نہیں بڑھے گا تو سب چیزیں وہیں وہیں کھڑی رہ جائیں گی جہاں پہلی حالت میں تھیں اور یہی عموماً ہوتا ہے۔ پس لگن کے نتیجہ میں جستجو اور تتبع پیدا ہونا چاہیئے اور اگر یہ نہیں ہے تو اسی حد تک آپ کے دل کی لگن میں اور اس کے تعلق میں کمی ہے۔ آگے پھر اس کام کو کرنا کس طرح ہے؟ کام تو اتنا زیادہ ہے کہ اس سلسلہ میں فوری طور پر کسی کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر دعوت الی اللہ کرنے والے تک پہنچ کر اس کی کیفیات کا جائزہ لے، اس کے پروگراموں کا جائزہ لے، وہ پروگرام کس طرح چلا رہا ہے۔ ان باتوں کا جائزہ لے۔ یہ کام لمبا ہے لیکن اس کا آغاز ہونا چاہیئے اور اگر آغاز درست ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ یہ کام سنبھالا جائے گا۔

اُمراء کو چاہیئے کہ اپنے سیکرٹری تبلیغ سے اس معاملہ میں باقاعدہ SITTING کریں۔ یعنی مجلس عاملہ کے علاوہ بھی ان کو بلائیں۔ اُن کے ساتھ بیٹھیں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ نے اس سلسلہ میں اب تک کیا کیا ہے؟ اور پھر دیکھیں کہ کیا

جن لوگوں نے دعوت الی اللہ کے وعدے کئے تھے

ان تک یہ سیکرٹری تبلیغ یا ان کے نائبین پہنچے بھی ہیں کہ نہیں۔ اور مل کر تفصیل سے صورت حال کا جائزہ لیا ہے کہ نہیں۔ مثلاً انگلستان کی مثال لیجئے۔ اگر برمنگھم سے ۱۰۰ دعوت الی اللہ کرنے والے اپنا نام اک فہرست میں درج کرا دیتے ہیں اور ہر سال ان اعداد و شمار کا اعادہ ہوتا رہتا ہے اور عملاً کوئی جا کر دیکھتا نہیں کہ انہوں نے پچھلے سال کیا کیا تھا تو یہ اپنے نفس کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ یونہی وہموں میں بسنے والی بات ہے کہ ہم کوئی کام کر رہے ہیں۔ لازمی طور پر اس کا نتیجہ یہ نکلنا چاہیئے تھا کہ اوّل تو امیر، مرکزی سیکرٹری تبلیغ کا اس معاملہ میں جائزہ لیتا اور جب اس کو رپورٹ پہنچتی تو وہ خوشی کا اظہار کرتے ہی یہ پوچھتا کہ تم نے اس کے بعد کیا کیا؟ پتہ کیا ہے وہ کون لوگ ہیں؟ معلوم کیا ہے کن کن لوگوں کو تبلیغ کر رہے ہیں؟ ان کا تبلیغ کا طریق کیا ہے؟ تبلیغ کے لئے جو مواد ضروری ہے وہ اُن کو مہیا بھی ہے کہ نہیں؟ غلط طریق پر اگر کام کر رہے ہیں تو کسی نے کبھی معلوم کر کے اُن کو سمجھانے کی بھی کوشش کی ہے کہ نہیں؟ اگر یہ نہیں تو پھر یہ کام تسلی بخش نہیں۔ محض ایک فہرست ہے۔ پھر اُن کو سمجھائیے اور بعض دفعہ اپنے دوروں کے دوران اُن مقامات پر جا کر مثال کے طور پر بعض رابطے پیدا کر کے دکھائیے۔ اور بتائیے کہ اس طرح کام ہوتا ہے۔ مثلاً ایک سیکرٹری تبلیغ اگر پوری طرح کام کرنے والا ہو اور وہاں جماعت کی تعداد خاطر خواہ ہو تو اُس کو تو اتنا وقت میسر ہی نہیں آ سکتا کہ اپنے روزمرہ کے کام اور تبلیغ کے علاوہ اُسے کوئی ہوش رہے۔ اتنے تفصیلی دورے کرنے پڑیں گے اور مختلف جگہوں پر ٹھہر ٹھہر کر اتنے وسیع رابطے کرنے پڑیں گے کہ بڑی جماعتوں میں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ ۲۴ گھنٹے کے دن کے اندر کسی حد تک تو کام سمائے جا سکتے ہیں، حد سے زیادہ کام تو نہیں سمائے جا سکتے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے ٹیمیں بنانی پڑیں گی۔ اس مجبوری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنے ساتھ اپنے نائبین تیار کرنے پڑیں گے۔ اور مثلاً وہ یہ کام کر سکتا ہے کہ ایک مرکزی ٹیم بنائے۔ مختلف ایسے نوجوان چُنے جن کے پاس پہلے کام نہیں ہیں۔ بے شک ایسے چُنے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ جو دین کی خدمت نہ کرنے کے نتیجہ میں بھٹک رہے ہیں اور بھٹک رہے ہیں۔ اُن سے رابطہ قائم کرے۔ اور اس رابطہ کے قیام کے لئے ضروری نہیں کہ پہلے ان کو بتائے کہ یہ کام تم سے لینا ہے۔ بلکہ نظر ڈال کر پیار اور محبت سے اُن کو کبھی چائے پر بلا کر کبھی کسی اور رنگ میں اُن سے ذاتی تعلق قائم کرے اور پھر کہے کہ میں دورے پر جا رہا ہوں کیا آپ بھی میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ آئیے ہم تجربہ کرتے ہیں اور مل کر دیکھتے ہیں کہ ہم دین کی کس حد تک خدمت کر سکتے ہیں۔ یعنی الفاظ تو اس طرح ضروری نہیں مگر مفہوم یہی ہے جو گفتگو کا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے علاوہ سلسلہ کی خدمت کرنے والے اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے، دوسرے دوستوں کو بھی ساتھ شامل کرے اور ضروری نہیں کہ ہر جگہ یہ ساری کی ساری ٹیم پہنچے۔ بعض جگہوں میں ایک دو کو لیا جا سکتا ہے۔ بعض جگہوں پر جانے کے لئے دوسرے دو تین کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ تو اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ ایسے نائبین لے کر جائے یا ایسے احباب جماعت لے کر جائے جن کو آئندہ نائبین بنانا مقصود ہو۔ اور کام کی تربیت دینا مقصود ہو۔ وہاں پہنچ کر پریذیڈنٹ سے رابطہ کرنا ہے، بتانا ہے کہ میں اس غرض سے آیا ہوں۔ یا ہم اس غرض سے آئے ہیں۔ پھر ایک ایک شخص سے ملنے کا پروگرام بنایا جائے۔ صرف میٹنگ ہی نہ بلائی جائے کیونکہ میٹنگز میں بعض باتیں ہوتی ہیں اور بیک وقت بہت سارے لوگوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ مگر انفرادی سطح پر جب تک تتبع نہ کیا جائے کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ تو ان تک پہنچنے کے لئے پروگرام بنا کر جایا جائے۔ ہر شخص کے اپنے اوقات ہیں۔ کافی سر دردی کرنی پڑے گی۔ لیکن جو محبت کے ساتھ کام کیا جائے وہ فی الحقیقت سر دردی نہیں بلکہ دل کا درد بن جاتا ہے۔ اور سر دردی مصیبت ہوتی ہے اور دل کا درد بہت پیاری چیز ہے۔ تو بظاہر سر دردی ہے لیکن اگر لگن ہو، توجہ ہو، تعلق ہو تو اس کام میں بہت لطف آئے گا۔ رابطے پیدا کرنے ہوں گے کوئی کہے گا کہ جی! میرے پاس تو وقت نہیں ہے۔ اچھا جی! مجھے بتائیں کہ میں کب آپ کے پاس آ سکتا ہوں۔ ہم نے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ کسی ایک سے جس سے بھی وقت طے ہو اُس تک پہنچ کر پوچھا جا سکتا ہے کہ جی بتائیے! آپ نے دعوت الی اللہ میں نام لکھایا تھا، کیا کیا ہے؟ کن کن لوگوں تک آپ پہنچے ہیں یا پہنچ سکتے ہیں۔ اگر اس سے پہلے وہ سارے جائزے مکمل ہوں جن کے متعلق پہلے بارہا نصیحت کی جا چکی ہے تو یہ کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً جائزوں کے سلسلہ میں بارہا یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ETHNIC MINORITIES یعنی مختلف قسم کے اقلیتی گروہ جو بعض ملکوں میں بستے ہیں ان کے متعلق مکمل معلومات حاصل کی جائیں۔ اور ان معلومات کا سب سے زیادہ تعلق سیکرٹری تبلیغ سے ہے جس ملک کی معلومات حاصل ہوتی ہیں اس کو پھر آگے تجزیہ کر کے شہروار تقسیم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ ورنہ ان معلومات کا فائدہ کوئی نہیں۔ تو یہ ایک الگ مضمون ہے جو پہلے بارہا بیان کیا جا چکا ہے اور ہدایات ہیں مختلف جماعتوں کو پہنچایا جا چکا ہے۔ مختصراً تعارف کے طور پر میں ذکر کر رہا ہوں کہ مقصد یہ ہے کہ ہر ملک میں مختلف قسم کے طبقات کی معلومات سیکرٹری تبلیغ کے پاس ہونی ضروری ہیں۔ وہ لوگ جو مقامی طور پر اس ملک کے باشندے ہیں اُن کی طبقاتی تقسیم، ان کی معاشرتی، اقتصادی اور نظریاتی تقسیم وغیرہ وغیرہ، کئی رنگ میں ان کی گروہ بندی کی جا سکتی ہے۔ طلباء ہیں۔ مستفین ہیں۔ اخبارات سے تعلق رکھنے والے، ریڈیو ٹیلی ویژن سے تعلق رکھنے والے، سیاسی لیڈر۔ زمیندار۔ تاجر طبقہ اور اسی قسم کے اور کئی طبقات ہیں اُن کی مقامی سطح پر تقسیم ہو سکتی ہے۔ اور ان کے علاوہ جو بیرونی لوگ وہاں بسے ہوئے ہیں اُن کے متعلق معلومات ہو سکتی ہیں۔ اور ہونی چاہئیں۔ مثلاً جب میں پرتگال گیا تو وہاں کے مبلغ ماشاء اللہ چونکہ تبلیغ پر نظر رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے بعض ایسے دوستوں سے بھی رابطے کئے ہوئے تھے۔ جن کا پرتگال سے تعلق نہیں ہے۔ جب میں نے ان سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تو افریقہ کے ایک ملک کے نمائندے جو وہاں موجود تھے انہوں نے اپنے ملک کے باشندوں کی جو معلومات مہیا کیں تو اتنا بڑا کام اُن کے اندر ہو سکتا تھا کہ مبلغ کو اور کاموں کے لئے بڑی مشکل سے وقت نکالنا پڑتا۔ اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کو احمدیت کی مقامی لوگوں کے مقابل پر زیادہ آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے۔ کیونکہ ان ملکوں میں یعنی افریقہ کے بعض ملکوں میں اسلام کا گہرا اثر ہے اور احمدیت کو سمجھنا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ پھر وہ گھر سے بے گھر ہوئے ہوئے لوگ اگر ان کو ایک مشن سے تعلق پیدا ہو جائے۔ تو یہ اُن کے لئے سہارے کا موجب بھی بنتا ہے اور

اُن کے اندر ایک طبعی کشش پائی جاتی ہے

کہ کوئی نہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں ان کا اڈا ہو۔ جہاں مشکل کے وقت جا سکیں۔ جہاں بیٹھ کر اپنے دل کے دکھ درد بیان کر سکیں۔ اور یقین ہو کہ اس کے جواب میں سچی ہمدردی پیدا ہو گی۔ پس اُن کی بھی ضرورتیں ہیں۔ ایسے گروہ ایک نہیں بلکہ ایک سے زائد ہیں۔ چنانچہ ان کی طرف میں نے اپنے مبلغ صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ ان میں کام کریں۔ اور اُن لوگوں سے کام لیں۔ یہ جو آپ کے پاس آتے ہیں۔ بعض اُن میں سے بیعت کر چکے ہیں۔ بعض نے نہیں کی۔ ان سے آگے کام چلائیں۔ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو آپ کے پاس لے کر آئیں ورنہ اگر آپ نے محض ڈاک میں لٹریچر بھیجنا شروع کیا تو اکثر اوقات اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ آپ کو بھی اشتہار پہنچتے رہتے ہیں۔ اور کئی قسم کے لٹریچر پہنچتے رہتے ہیں۔ جن چیزوں میں آپ کو ذاتی دلچسپی ہے اُن میں آپ کچھ نظر ڈال بھی لیتے ہیں۔ مگر عام طور پر اس کو ایک نظر ڈال کر پھینک دیتے ہیں۔ مذہب کے پیغام میں دنیا سب سے کم دلچسپی لیتی ہے۔ کیونکہ یہ پیغام سنتے ہی آدمی سمجھتا ہے کہ مجھے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی مجھے اپنے تعلقات کے دائرے منقطع کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور خواہ مخواہ کی مصیبت میں سہیڑوں، کیا ضرورت ہے؟ پس اگر پہلے کوئی اور تعلق قائم نہ ہو چکا ہو تو بیرونی طور پر ذاتی رابطے کے بغیر جو پیغام پہنچتے ہیں بالعموم انسان ان میں دلچسپی نہیں لیتا۔ اس پہلو کو میں الگ زیر بحث لاؤں گا کہ ایسا کام اگر کرنا ہو تو دلچسپی پیدا کرنے کے ذرائع کیا ہیں۔ مگر میں واپس اس مقام پر پہنچتا ہوں جہاں سے بات دوسری طرف چل پڑی کہ ایسے شخص سے آپ کو آخر یہ پوچھنا چاہیئے کہ میری معلومات کے مطابق یہاں چینی بھی بستے ہیں، روسی بھی بستے ہیں۔ پرتگیزی بھی آئے ہوئے ہیں۔ افریقہ کے فلاں فلاں ممالک کے

لوگ ہیں۔ ویسٹ انڈینز (WEST INDIANS) ہیں۔ بہت سے طبقات ہیں۔ آپ کے ماحول میں بھی کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں کبھی آپ نے معلومات حاصل کیں؟ آپ کے ساتھ کام کرنے والوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو آپ نے کبھی رابطے کی کوشش کی اور رابطے کی کوشش اگر کی تو کس طرح کی۔ اگر ایک اجنبی آدمی کو آپ رابطہ کرکے یہ کہنا شروع کردیں کہ آؤ اسلام قبول کرلو تو ذاتی رابطے کے باوجود وہ کچھ تو سنے گا لیکن طبعاً اس کے دل میں اس کے خلاف رد عمل ہوگا۔ جس کو تبلیغ کی جاتی ہے پہلے اس کی دلچسپی کے دائروں کی تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے جب آپ یہ مضمون چھیڑیں گے تو اور تفاصیل میں دیا تا پڑے گا۔ بات سے بات نکلتی چلی جائیگی۔ اگر اس نے مثال کے طور پر رابطے کئے ہیں، تو آپ کا کام ہے کہ اس سے پوچھیں کہ رابطے کا نتیجہ کیا نکلا۔ ایک چینی نے کیا جواب دیا۔ ایک ترک نے کیا جواب دیا۔ ایک GAMBIAN نے کیا جواب دیا۔ وغیرہ وغیرہ اور اگر دلچسپی نہیں لی تو کیا آپ نے جائزہ لیا ہے کہ اس کو کن باتوں میں دلچسپی ہے۔ کس طرح اس کے دل میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے لئے کرید پیدا کرنے کے امکانات ہیں تو تفصیلی بحث انفرادی بحث تک جا پہنچے گی اور ہر شخص جو زیر تبلیغ ہے اس کے متعلق اس سے گفتگو کرنی پڑیگی اس سلسلے میں اس کو نیک مشورے دینے پڑیں گے۔ اور سیکرٹری تبلیغ جو اس طرح کام کرتا ہے اس کو رفتہ رفتہ اتنا وسیع تجربہ ہونے لگ جاتا ہے کہ واقعی اس کے اندر یہ اہلیت پیدا ہوتی ہے کہ ہر صورت حال میں ایک مفید اور اچھا مشورہ دے سکے اور کچھ اس کی معلومات پہلے ہی وسیع ہوتی ہیں۔ اس رنگ میں اس کے جو ساتھی ہیں ان کی بھی تربیت ہو رہی ہوتی ہے لیکن اس مثال کو ابھی کچھ اور آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک چینی ہے اگر آپ اس چینی کو جو انگلستان میں بس رہا ہے یا کہیں ٹھہرا ہوا ہے، جا کر یہ کہیں کہ آؤ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرو۔ میرا نہیں خیال کہ وہ اس میں کوئی دلچسپی لے گا لیکن اگر آپ کوئی ایسا سوونیئر مثلاً پیش کریں جس میں چینی لوگوں سے رابطہ پیدا ہونے کا ذکر ہو۔ ایسا کوئی سوونیئر نہیں ہے میں مثال کے طور پر کہہ رہا ہوں بعض دوسری قوموں کے ہیں تو جس قوم سے بھی رابطہ ہے اس کے متعلق اگر کوئی ایسی دلچسپ چیز آپ اس کو دکھانے لگیں جس سے اس کو معلوم ہو کہ ہمارے ملک میں اس جماعت کا بڑا وقار ہے اور اس جماعت نے خدمات کی ہوئی ہیں اور ہمارے ملک کے معززین ان لوگوں کی عزت کرتے ہیں تو اچانک اس کے دل کے تعلق میں جماعت کا ایک رجحان پیدا ہوگا۔ وہ آپ کے لئے اس طرح اجنبی نہیں رہے گا بلکہ شناسائی کے امکانات پیدا ہو جائیں گے اور قریب آئے گا پھر آپ اس کو اور باتیں سمجھا سکتے ہیں۔

ہماری جماعت کی روح کیا ہے

ہم کس طرح کام کرتے ہیں۔ پھر آپ افریقن قوم کے متعلق اور افریقہ کی اس قوم کے متعلق جس کا وہ باشندہ ہے۔ (میرا مطلب ہے اگر وہ افریقہ کا ہو تو) مزید دلچسپی لے سکتے ہیں اور اس کے لئے آپ کو معلومات ہونی چاہئیں اور یہ معلومات پھر سیکرٹری تبلیغ کو آگے اس شخص تک پہنچانی چاہئیں، طریق کار سمجھانا چاہیئے۔ اب میں واپس چینیوں ہی کی مثال پر آتا ہوں۔ میرے پاس بہت سے چینی دوست ملنے کے لئے آتے ہیں۔ بالعموم براہ راست فوری طور پر اسلام کا پیغام دینے کی بجائے میں پہلے ان سے چین کے حالات اور چین کے مسائل کے متعلق بات کرتا ہوں اور جب وہ مسائل بتاتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد بات آخر اخلاقیات پر ضرور پہنچتی ہے اور ان کے راہنماؤں نے جو غلطیاں کی ہیں۔ اشتراکیت نے جو کمزوریاں ہیں جس کے نتیجہ میں چین آج اس حال کو پہنچا ہے ان سارے مسائل پر نظر ڈال کر جب بات کی جاتی ہے تو اس شخص کا ایک ذاتی گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری قوم میں اس کو دلچسپی ہے میری قوم کے حالات سے واقف ہے اور جو بات کہہ رہا ہے درست ہے اور آخری تجزیہ ایسا ہے جو میرے دل کی بھی آواز ہے۔ جب اس طرح تعلق قائم ہو تو پھر اس مضمون کا رخ بدلنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔ پھر اخلاقیات کے موضوع پر کنفیوشس ازم کی مثلاً بات چل جاتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیم بنیادی طور پر چونکہ ایک ہی خدا کی دی ہوئی تعلیم ہے اس لئے اسلام کے ساتھ اس کا یہ تعلق ہے اور اسلام میں بھی یہ تعلیم ملتی ہے اور اس تعلیم کے سوا دنیا کا کوئی نظام چاہے وہ اشتراکی نظام ہی ہو جاری نہیں ہو سکتا تو بات سے بات نکلتے ہوئے کہیں سے کہیں پہنچتی ہے۔ ان موضوعات پر مختلف مواقع پر بعض دفعہ سوال و جواب کی مجالس میں، بعض دفعہ دوروں کے دوران مختلف خطابات میں بہت سا مواد موجود ہے۔ اس لئے کوئی سیکرٹری تبلیغ یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ کو تو ان باتوں کا علم ہے مجھے علم نہیں ہے۔ میں نے اپنا علم آپ کے ساتھ SHARE کیا ہوا ہے یعنی میرا علم اور آپ کا علم دو جداگانہ چیزیں نہیں رہیں۔ جو احمدی کو علم ہوتا ہے وہ مجھے لکھ کر بھیجتا ہے اور میری توجہ اس کی طرف مبذول کراتا ہے۔ روزانہ کثرت سے ایسے خط ملتے ہیں جن میں بعض احمدی ذکر ملتا ہے کہ فلاں ملک میں فلاں جگہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا رجحانات ہیں اور بعض دفعہ اخبارات کے تراشے ملتے ہیں۔ بعض دفعہ بعض احمدی احباب کتابیں بھجواتے ہیں۔ کوئی بہت اچھی کتاب انہوں نے پڑھی ہو تو کہتے ہیں یہ ایسی کتاب ہے۔ جس کی معلومات کا دین کے ساتھ ایک تعلق ہے یعنی آپ کے کاموں سے ایسا تعلق ہے کہ آپ ان معلومات کے نتیجہ میں مزید فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جماعت کی راہنمائی کے سلسلہ میں یہ آپ کے کام آنے والی باتیں ہیں۔ غرضیکہ ایسی ہی کئی تمہیدوں کے ساتھ کتابیں ملتی ہیں تو آپ جو مجھے علم دیتے ہیں میں اسے اپنے اندر سنبھال کر ایک کنجوس کی طرح تالے لگا کر تو نہیں رکھتا۔ آپ سے ملنے کے دوران، دوروں کے وقت، خطبات میں، سوال و جواب کی مجالس میں جو فیض میں جماعت سے پاتا ہوں وہ جماعت کو واپس کر رہا ہوتا ہوں اور یہ مضمون اکٹھا ہو کر ایک دریا کی شکل اختیار کر جاتا ہے تو اگر سیکرٹری تبلیغ باقاعدہ اپنے کام کے سلسلہ میں تیاری کرنے کی کوشش کرے تو اس کے لئے مواد بہت ہے۔ تیاری کے لئے ذرائع موجود ہیں۔ لٹریچر کا مطالعہ، دنیا کے حالات کا براہ راست مطالعہ، مختلف ETHNIC گروپس جو اس ملک میں رہتے ہیں یعنی اقلیتی طبقات ان کے متعلق مقامی طور پر ان کی انجمنوں سے رابطے کر کے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ان کے اقتصادی مسائل کے متعلق معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ان کے اخلاقی مسائل کے متعلق، ان کے ملکوں کے اقتصادی، سیاسی وغیرہ مسائل پر معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ معلومات جو حاصل کریں وہ مجھ تک پہنچائیں۔ جو مجھے ملتی ہیں میں ان تک پہنچاتا ہوں اس طرح علم کا ایک ذخیرہ پیدا ہوتا ہے جو بڑھتا چلا جاتا ہے اور ان سب عمومی باتوں کا تبلیغ کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے کیونکہ جس شخص کو تبلیغ کی جائے جب تک اس کی دلچسپی کے معاملات میں آپ کو دلچسپی نہ ہو۔ جب تک اس کو یہ یقین نہ ہو کہ میری دلچسپی کے دائرے تبلیغ کرنے والے کی دلچسپی کے دائرے سے بالکل الگ نہیں ہیں کچھ ایسی مشترک زمین بھی ہے جہاں ہم دونوں ایک ہی طرح کی دلچسپی رکھتے ہیں اس وقت تک اس کے لئے اپنے پیغام میں دلچسپی پیدا کرنے کے امکانات بہت کم ہوں گے اس کی مزید وضاحت یوں کرتا ہوں کہ آپ کے لئے اس بات کا امکان کم ہوگا کہ آپ اس کو اپنے پیغام میں دلچسپی لینے پر مجبور کرسکیں۔ آپ کو پہلے دلچسپی لینی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ اور باتیں آپ کو معلوم ہوں گی اور ان باتوں کے نتیجہ میں علم کی روشنی ملے گی۔ جس طرح کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا روشنی کے بغیر سفر نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے اجنبی سے آپ فوراً گفتگو نہیں کر سکتے پہلے ٹٹول کر تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کر کے اندازہ لگانا پڑتا ہے کہ یہ کس مزاج کا آدمی ہے۔ اس لئے جب نئے دوست میرے پاس آتے ہیں تو ہمیشہ شروع میں ادھر ادھر کی چاروں طرف کی باتیں کر رہا ہوتا ہوں جو احمدی لے کر آتے ہیں وہ بھی حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہ سیدھی بات کرتا نہیں۔ تبلیغ کی گفتگو نہیں کر رہا لیکن میں اس کے بغیر کر ہی نہیں سکتا جب تک مجھے یہ نہ پتہ لگے کہ کسی شخص کا مزاج ہے کیا؟ کن باتوں میں دلچسپی رکھتا ہے اس کے نظریات کیا ہیں۔ اس کے تجارب کیا ہیں۔ کیا تلخیاں دل میں ہیں۔ کیا خوشی کی باتیں ہیں اس وقت تک صحیح معنوں میں تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی۔ پس

وہی بات حکمت کی بات ہے

جو قرآن کریم نے بیان فرمائی کہ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ۔ (سورۃ النحل:۱۲۶) حکمت سے اپنے رب کی طرف بلاؤ اور حکمت کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ یہ جو باتیں بیان کر رہا ہوں یہ بھی اسی مضمون کی بعض شاخیں ہیں۔

اب دیکھیں سیکرٹری تبلیغ کے لئے کتنی محنت درکار ہے اور کتنا وقت اس کو صرف کرنا ہوگا۔ پھر وہ جس کو تبلیغ کے لئے تیار کر رہا ہے اس کو یہ بتا سکتا ہے کہ آپ کے لئے ہمارے پاس یہ یہ مواد موجود ہے۔ اگر پاس بلغاریہ کے لوگ رہتے ہیں تو ان کے ملنے ہمارے پاس خدا کے فضل سے یہ لٹریچر تیار ہو چکا ہے اور اگر رومانیہ کے لوگ ہیں تو ان کے ملنے ہمارے پاس یہ لٹریچر ہے۔ اگر ترک باشندے ہیں تو ان کے ملنے ہمارے پاس یہ کچھ ہے۔ اگر عرب ہیں تو ان کے لئے ہمارے پاس یہ کچھ ہے غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ

ملاقات دنیا کی اکثر قوموں سے متعلق پوری جد و جہد کے ساتھ ایسا لٹریچر تیار کر رہی ہے جن کی ہمارے نزدیک ان کو ضرورت ہے اور سیکرٹری تبلیغ اکثر ایسے ہیں جن کو پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ان کو نہ لٹریچر کی تفصیل کا علم ہے کہ کون سا شائع ہو چکا، نہ آڈیو ویڈیو کی شکل میں جو تبلیغی مواد ہے اس کے متعلق پورا علم ہے۔ وہی کیفیت ہے کہ ؏

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

جن کا کام ہے تبلیغ کرنا ان کو ان باتوں کا علم نہیں ہے اگر ان کو علم ہو تو پھر آگے اس علم کو دعوت الی اللہ کے لئے اپنا نام پیش کرنے والے ہر شخص تک پہنچانا ہوگا اور تفصیل سے سمجھانا ہوگا پھر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ رابطہ کرنے کا طریق کیا ہے اگر ایک بالکل اجنبی ہو اس سے بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے اور رابطے کے لئے تقریبات پیدا کی جا سکتی ہیں اس میں کوئی مشکل نہیں ہے

جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتا تھا تو ہماری احمدیہ ایسوسی ایشنز کے بعض علماء کے ساتھ اسی مضمون پر گفتگو ہوئی اور میں نے ان کو بتایا کہ میرے لئے تو رابطہ قائم کرنا کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ رابطہ پیدا کرنے کا گر آنا چاہیئے کہ وہ ہے کیا؟ اور وہ گر یہی ہے کہ اگر آپ کو کسی شخص میں دلچسپی ہے تو اُسے آپ میں دلچسپی ہو گی۔ میں نے مثال دی کہ ایک کھلاڑی ہے ہاکی کا کھلاڑی ہے۔ اچھا کھیلتا ہے۔ کہیں بیٹھا ہو آپ اس کے پاس جا کر کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تمہارا کھیل دیکھا تھا۔ میرے دل پر اس کا بہت گہرا اثر پڑا تو اچانک اس کے دل میں آپ کے لئے محبت اور نرمی کا گوشہ پیدا ہو جائیگا۔ پھر آپ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنے لئے اعزاز سمجھوں گا اگر آپ میرے ساتھ چائے کی ایک پیالی پیئیں اور پھر اس کے مضمون کی کچھ باتیں آپ شروع کر دیں تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آپ کا ہاتھ جھٹکے۔ ہر شخص میں بعض خوبیاں ہیں، جھوٹی تعریف نہیں کرنی چاہیئے۔ اس کا تو کسی مؤمن کے لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر ہر شخص کی سچی تعریف کرنے کے امکانات ہیں اور یہی امید کا وہ روشن چراغ ہے جسے لے کر تبلیغ کے معاملہ میں آگے بڑھنا ہے۔

امید کا روشن چراغ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے کوئی ایک بھی اس میں سے ایسی نہیں جو خوبیوں سے عاری ہو اور ہر جنس کے ہر فرد میں خواہ وہ اپنے کردار کی گراوٹ میں کہیں تک پہنچ چکا ہو کچھ نہ کچھ خوبیاں رہتی ہیں۔ بعض چوروں اور بدکاروں میں بھی بعض ایسی بنیادی خوبیاں قائم رہتی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ان کے لئے ہر وقت واپسی اور توبہ کا امکان روشن رہتا ہے تو ہر شخص کی خوبیوں کے ذریعہ آپ کا اس سے رابطہ ہونا چاہیئے۔ ہر قوم کی بعض خوبیاں ہوتی ہیں ان خوبیوں کو بھی آپ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ پس آغاز میں اگر آپ کسی شخص کو نہیں جانتے تو اس کی بعض قومی خوبیوں کا ذکر کر سکتے ہیں۔ اگر اس کو جاننے لگے ہیں تو رفتہ رفتہ اس کی بعض اچھی باتیں تلاش کریں اور ان باتوں کا ذکر اس سے چھیڑیں اس کا تعلق آپ سے بڑھنا شروع ہو جائے گا تو بہرحال یہ سمجھانا پڑے گا کہ رابطے کیسے کئے جاتے ہیں۔ ان رابطوں کے سلسلہ میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کچھ نہ کچھ خاطر مدارات بھی ساتھ کرنی پڑیں گی اور اس کے بغیر گزارا نہیں ہے۔ پس داعی الی اللہ کو اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور اس میں مستورات کے لئے بھی بہت سے خدمت کے مواقع ہیں۔ بہت سی رپورٹیں جو مجھے مختلف جگہوں سے ملتی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ جن احمدی داعیین الی اللہ کی بیویاں حوصلے والی اور خدمت کرنے والی اور مہمان نواز ہیں ان کا دعوت الی اللہ کا کاروبار خوب چمکتا ہے اور بڑی جلدی ان کے تعلقات کے دائرے بڑھتے ہیں۔ کوئی شخص جو آپ کے گھر آکر آپ کی بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا سوائے اس کے کہ بدقسمتی سے وہ کھانا بہت ہی خطرناک پکاتی ہو ایک دفعہ کھا لے تو کچھ کمی بھی رہ گئی ہوگی تو وہ بہت ہی ممنون ہوگا اور بشاشت کا اظہار کرے گا اور اس کا ایک گہرا تعلق قائم ہو جائیگا تو اس طرح آپ کی بیویاں بھی اس میں حصہ لے سکتی ہیں۔ آپ کے بچے بھی اگر آپ ان کی اخلاقی لحاظ سے تربیت کریں، وہ ان سے پیار کا اظہار کریں، ان سے دل بہلانے والی اچھی باتیں کریں تو وہ جو دور کا تعلق تھا اچانک قریب، آہستہ آہستہ ایک خاندانی تعلق میں تبدیل ہو جائیگا تو دور کے تعلقات کو قریب کرنا ایک باقاعدہ منصوبہ کا تقاضا کرتا ہے اور اس کو پتے کی آشنائی ہوتی ضروری ہے اور یہ باتیں محض عمومی نصیحتوں کے ذریعہ نہیں سمجھائی جایا کرتیں۔ انفرادی طور پر کام کر کے دکھانا پڑتا ہے۔ تو اس طرح آپ دیکھیں کہ ایک سیکرٹری تبلیغ چند آدمیوں کو لے کر جاتا ہے اس کے پاس اپنا کتنا وقت ہوگا۔ وہ کہاں تک ان سب کاموں سے نپٹ سکتا ہے کس کس تک پہنچ سکتا ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اصل طریق وہی ہے کہ جن دو تین ساتھیوں کو لے کر وہ جاتا ہے ان سے پھر وہ بار بار کام لینا شروع کرے۔ ان کی تربیت کرے اور پھر مقامی دوستوں کو وہ ساتھ لینا شروع کریں۔ پھر حلقے تقسیم کریں تو ایک کام جو معمولی آغاز سے شروع ہوا وہ ایک وسیع کاروبار تک پہنچ سکتا ہے اور ساتھ اور لوگ شامل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

اس موضوع پر بھی وہی آیت کریمہ ہمارے کام آئے گی جو ہمیں دعا کا ایک طریق سکھاتی ہے کہ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل: آیت ۸۱)

کہ اے خدا! ہم ترقی کے جس مرحلے میں بھی قدم رکھتے ہیں اس مرحلے کو ہمارا آخری مقام نہ بنانا بلکہ اگلے مقامات کے لئے دروازہ کھولنے والا مقام بنا دینا اور اس ضمن میں سب اگلا مرحلہ ہمارے لئے مقام محمود ثابت ہو۔ ایسا مرحلہ کہ اللہ کی طرف سے تعریف کی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے جو آیت کریمہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تجھے مقام محمود تک پہنچا دے یا مقام محمود پر فائز فرما دے۔ اس کے بعد پھر ساتھ یہ دعا ہے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ۔ مقام محمود کے تقاضوں کو سمجھنے کے بعد طبعاً دل سے یہ دعا نکلنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے۔ پس مقام محمود چونکہ خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے اس لئے کسی انسانی تعریف کا محتاج نہیں ہے اور انسانی تعریف سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مقام محمود وہ ہے جس کو خدا نے تعریف کے ذریعہ ایک مقام کے لائق سمجھا ہو اور وہ مقام اس کو عطا کیا ہو۔

یہ مقام ہے جو مقام محمود کہلاتا ہے۔

اس کے بعد دنیا کی تعریف خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مقام محمود میں صرف خدا تعریف کرتا ہے اور بندے تعریف نہیں کرتے مگر یہ تعریف وہ ہے جو خدا کی تعریف کے تابع ہوتی ہے۔ یہ وہ راگ ہے جسے جب آسمان پر گایا جاتا ہے تو فرشتے بھی ساتھ گاتے ہیں اور پھر ملائکہ کے تابع زمین پر بسنے والے نفوس بھی اس سے متاثر ہو کر اسی رنگ کے راگ الاپنے لگ جاتے ہیں تو مقام محمود ہمارے ہر کام میں چھوٹی چھوٹی منازل کی شکل میں آتا رہتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جس مقام محمود کا اس آیت کریمہ میں ذکر ہے وہ تو ہم میں سے اکثریت کے تصور سے بھی بالا ہے اس لئے میں اس کی مثال دے کر آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ وہ مقام محمود بھی دراصل ایک ہی چھلانگ میں حاصل ہونے والا مقام محمود نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ساری زندگی سفر فرمایا ہے اور ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف سفر فرماتے چلے گئے ہیں۔ ہمیں بھی اسی بات کی پیروی کرنی ہوگی اور دین کی ہر خدمت اگر اچھے رنگ میں کی جائے۔ اللہ پر توکل کرتے ہوئے کی جائے۔ اس سے دعائیں مانگتے ہوئے کی جائے تو ہمارے لئے اس خدمت کا ہر مرحلہ ایک مقام محمود بن سکتا ہے۔ پس اس موقعہ پر بھی یہ دعا ساتھ رہنی چاہیئے اور یہ دعا کہ ہر مقام پر ہمیں مددگار چاہیئے ہوں گے۔ بیٹھ رہنے کے لئے تو مددگار کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ آگے بڑھنے کے لئے مددگار کی ضرورت ہوا کرتی ہے خصوصاً طور پر مشکل سفر میں مددگار کی ضرورت ہوا کرتی ہے پس اپنے مددگار پیدا کریں اور یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہر ایسے مرحلہ پر جسے تو مقام محمود بنائے گا میرے لئے ایسے مددگار پیدا فرما کہ یہ سفر ہمارے لئے آسان تر ہوتا چلا جائے اور ہمیشہ ہم تھک ہار کر بیٹھ رہنے کی بجائے آگے ہی قدم بڑھاتے رہیں۔ ان دعاؤں کے ساتھ، اس لگن کے ساتھ اگر آپ جماعت کی تربیت کریں گے تو دعوت الی اللہ کے رنگ بدل جائیں گے۔ اس میں نئی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

مختلف ETHNIC گروپس کی میں بات کر رہا تھا، پھر آگے یہ جائزہ لینا ہوگا کہ کس جگہ کس قسم کے لوگ زیادہ توجہ دے رہے ہیں اور تجارب پر نظر رکھنی ہو گی۔ محض تجربہ کا آغاز کر دینا کافی نہیں ہے کئی جگہ آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ بعض دفعہ بعض طبقات میں نسبتاً کم دین کی طرف توجہ ہوتی ہے بعض دوسرے طبقات میں زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ کس طریق پر رابطے پیدا کئے جائیں تو زیادہ توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کس طریق پر پیدا کئے جائیں تو کم توجہ پیدا ہوتی ہے۔ غرضیکہ جو کام جاری کرنے ہیں ان کو متعلقہ افراد تک پہنچا کر، سمجھا کر اپنی طرف سے آپ مکمل کر بھی دیتے ہیں تب بھی بات ختم نہیں ہوتی پھر ان کے تجارب پر نظر رکھنی پڑے گی اور اگلے سفر کے وقت جب آپ وہاں جاتے ہیں تو ان سے پوچھنا ہو گا کہ جو ترکیبیں آپ کو پچھلی دفعہ بتائی گئی تھیں ان پر کوئی عمل ہوا بھی کہ نہیں کوئی رابطے ہوئے۔ کس نے کیا جواب دیا اور آپ کے پاس اس کا کیا جواب تھا۔ جب آپ اس رنگ میں ان سے گفتگو کرتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کے بہت سے جواب غلط تھے۔ بہت سے جواب ایسے تھے جو کسی کو قریب کرنے کی بجائے دور پھینکنے والے تھے اور یہ باتیں مجھ تک تو خود پہنچ جاتی ہیں اس لئے مجھے جا کر پتہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ پاکستان سے، افریقہ کے ممالک سے، انگلستان سے، جاپان سے، ہر تبلیغ کرنے والے کو شوق ہوتا ہے کہ مجھے بھی بتائے کہ کس طرح تبلیغ کی اور بعض تو اتنی لمبی لمبی رپورٹیں

آتی ہیں کہ مجھے ان کو پڑھنے میں کئی دن لگتے ہیں مگر جو تفصیل سے بات کرنے کے عادی ہیں انہوں نے تو بہرحال تفصیل سے ضرور بتانا ہے کہ فلاں آدمی سے یہ بات ہوئی۔ اس نے مجھے یہ کہا۔ میں نے اس کو یہ کہا، اُس نے مجھے یہ کہا، میں نے اس کو یہ کہا۔ پھر یہ بات ہو گئی۔ پھر فلاں شخص آ گیا۔ پھر اس سے گفتگو شروع ہو گئی۔ پھر ایک اور آدمی آ گیا اس نے بات ٹالنے کی کوشش کی۔ ساری تفصیل اس رپورٹ میں لکھی ہوتی ہے اور پھر اس کو پڑھ کر بعض جگہ مجھے خوشی ہوتی ہے کہ بڑی حکمت سے عمدہ جواب دیا ہے۔ بعض جگہ کوفت ہوتی ہے کہ ہمارے ہر آنے کی کوشش ہو رہی ہے، دل جیتنے کی کوشش نہیں ہو رہی۔ سمجھتا ہے کا ٹنے والا جواب دیا جا رہا ہے اور اپنی طرف بڑے فخر سے مجھے بتایا جا رہا ہے کہ کس طرح ہم نے اس کو لاجواب کیا حالانکہ لاجواب کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ دل جیتیں

خواہ خود لاجواب ہو کر دل جیتیں، اور یہ بھی ایک حکمت کا مضمون ہے۔ بعض دفعہ لاجوابی سے بھی دل جیتے جا سکتے ہیں۔ آپ ایک بات کو برداشت کر جائیں اور اس کا جواب نہ دیں اور ایک وقار آمیز خاموشی اختیار کریں تو اس کے نتیجہ میں بھی دل جیتے جاتے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے افریقہ کے ایک ملک سے اسی مضمون پر ایک رپورٹ ملی کہ ہم کسی جگہ گئے۔ وہاں عیسائیوں کا جو منّاد تھا اس نے بہت بیہودہ زبان استعمال کی اور سختی کی اور ناپسندیدہ رویّہ اختیار کیا۔ اس پر ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ صبر سے کام لیں اور مقابل پر سختی نہ کریں۔ چنانچہ ہم صبر کے ساتھ اس دکھ کو برداشت کرتے ہوئے خاموش رہے۔ دوسرے دن وہ دلی معذرت کے ساتھ انتہائی شرمندہ حالت میں پہنچا۔ بار بار معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ دوبارہ ہم سے بات کریں۔ دوبارہ تبلیغ کریں اور ہم سننے کے لئے حاضر ہیں۔ تمہاری شرافت نے ساتھ گہری شکست دی ہوئی ہے۔ اس مضمون کا خط صرف ایک افریقہ سے نہیں آتا۔ مختلف جگہوں سے ملتے ہیں۔ بنگلہ دیش سے بھی اس مضمون کا ایک خط تھا اور بھی کئی ایسے ہیں جن کا مجھے اب نام بتانا یاد نہیں مگر روز مرّہ کا تجربہ ہے کہ جو آدمی صبر کے ساتھ للہی خاموشی اختیار کرتا ہے وہی کا جواب دینا اس کے لئے زیادہ دل جیتنے کا موجب بن جاتا ہے اور جو ایسا جواب دیا جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں دل جیتے جا سکتے ہیں وہ تو بہرحال خدا کے فضل سے ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور اس کے نتیجہ میں ہر تبلیغ، ہر جدوجہد، ہر کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو جھولی میں پھل ملتے ہیں۔ پس جو لوگ دعوت الی اللہ کرتے ہیں ان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ اس معاملہ میں کیا غلطی کر رہا ہے اس کی کس رنگ میں درستی کی ضرورت ہے یہ بھی ایک بہت ہی اہم کام ہے۔

بعض اور باتیں جو میں نے محسوس کی ہیں ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ بعض لوگ خالی ڈھول پیٹتے ہیں جب ایک دفعہ نکل پڑتے ہیں اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں تو یہ سوچتے ہی نہیں کہ ان کے اندر قبولیت کا کوئی مادہ کم ہے۔ اور بعض ایسی عادتیں ہیں جن کے نتیجہ میں عام طور پر ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوا کرتی یعنی ضد، تعصب، ہٹ دھرمی ہے اور قرآن کریم نے ہمیں آغاز ہی میں یہ مطلع فرما دیا کہ یہ کتاب ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرہ: ۳) ہے یہاں متقیوں سے مراد ابتدائی تعریف کے طور پر یہ ہے کہ وہ لوگ جو سچی بات کو دیکھتے ہیں تو سچی بات کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی ضد اور تعصب نہیں ہے تو تقویٰ کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان میں یہ صلاحیت موجود ہو کہ دن کو دن کہہ سکے اور رات کو رات کہہ سکے۔ اس کے لئے کوئی بڑی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ انسانی فطرت کی ایک طبعی کیفیت کا نام ہے تو ایسے لوگ جن کو یہ فطری سچائی نصیب نہ ہو ان سے آپ جتنا چاہیں سر ٹکرائیں ان کو ہدایت نہیں ملے گی۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس بنیادی بیماری کو دور فرما دے۔ پس یہ بجا ہے کہ آپ اپنا وقت ان امید پر ان بیماروں پر ضائع کرتے رہیں کہ اللہ تو اس پر قادر ہے شاید ان کا دل بدل دے۔ جو بیمار نہیں ہیں ان کی طرف کیوں نہیں توجہ کرتے جبکہ آپ کے پاس کافی وقت نہیں ہے کام زیادہ ہے تو پہلے ان چیزوں پر ہاتھ ڈالیں جن کو قبضہ میں لینا آسان تر ہے۔ پہلے مشکل چیزوں پر ہاتھ ڈالیں گے تو نتیجہ بہت کم اور بہت دیر سے نکلے گا اس لئے تبلیغ کے وقت اس بات کو سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ایک آدمی کو کس وجہ سے REJECT یعنی نظر انداز کر دینا چاہئے اور کس وجہ سے نہیں کرنا چاہئے۔ یہ بھی اپنی ذات میں ایک گہرے غور کا مضمون ہے میں وضاحت سے آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس بات پر نظر انداز نہ کریں کہ وہ بحث میں دیر کر رہا ہے یا کسی اور وجاہت کی وجہ سے اس کے لئے قبول کرنا مشکل ہے اگر اس کی فطرت میں سچائی ہے اگر اس کے اندر جھوٹ اور تعصب نہیں ہے تو خواہ

دوسری کتنی ہی برائیاں کیوں نہ ہوں اس کی اصلاح ممکن ہے اس لئے ہرگز اس کو نہیں چھوڑنا ورنہ جس طرح حق سب میں ہے برائیاں بھی سب میں ہوتی ہیں آپ کو بنا بنایا فرشتہ تو تبلیغ کے لئے نہیں ملے گا۔ اگر بنا بنایا فرشتہ ہے تو پھر شاید وہ آپ کو تبلیغ شروع کر دے کیونکہ آپ میں اس کی نسبت زیادہ برائیاں ہوں گی۔

پس برائیوں کے نتیجہ میں نہیں چھوڑنا۔ ایک بات یاد رکھیں۔ قرآن کریم نے ابتداء میں جو تعریف فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جس کے اندر سچائی کی روشنی نہیں ہے، جس کی طبیعت میں کجی ہے اس کی آپ اصلاح نہیں کر سکتے جتنا چاہیں آپ اصلاح کی کوشش کریں ان کی آپ اصلاح نہیں کر سکتے۔ اسی مضمون کو کچھ آیات کے بعد مزید کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (سورۃ البقرہ آیت ۸) ان کی ضد ہی ان کی صلاحیتوں کی راہ میں حائل ہو گئی ہے۔ صلاحیتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عطا فرمائی ہیں۔ کان بھی ہیں لیکن کانوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ کان بھاری ہو گئے ہیں۔ کانوں کے اوپر بوجھ پڑ گئے ہیں۔ آنکھیں بھی ہیں لیکن آنکھوں کے اوپر پردے پڑ گئے ہیں۔ دل بھی ہیں مگر دل اندھے ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ بھی جن کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔ پس مہر زدہ آدمیوں پر بے وجہ لمبے وقت ضائع کرنا یہ درست نہیں ہے۔ آپ کے قیمتی وقت کا ضیاع ہے لیکن اس کے مقابل پر ایک احتیاط بہت لازم ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ جی! یہ سارا علاقہ ہی مہر زدہ ہے۔ ان میں ہدایت قبول کرنے کا مادہ ہی کوئی نہیں۔ یہ جو عام فتویٰ دینا ہے یہ ایک بہت خطرناک بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنی کمزوریوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سر پر تھوپنے کی کوشش کر رہے ہیں گویا خدا تعالیٰ نے ساری زمینیں ہی بنجر پیدا کی ہیں۔ آپ بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ جب زمینوں نے قبول ہی نہیں کرنا تو آپ کا کیا قصور۔ اس لئے اس فتویٰ میں جلدی نہیں کرنی چاہئے لیکن حکمت اور گہرائی کے ساتھ جائزہ لے کر انفرادی طور پر یہ فتویٰ دیا جا سکتا ہے کہ اندر جن لوگوں میں آپ ضد اور تعصب دیکھیں ان کو چھوڑ کر سعید فطرت لوگوں کی طرف متوجہ ہوں۔

ہندوستان کے زمانہ میں مجھے یاد ہے لاہور میں جب ہم طالب علم ہوا کرتے تھے تو ہمارے بعض دوست تبلیغ کا بہت ہی شوق رکھنے والے تھے۔ ساری عمر انہوں نے تبلیغ کی اور ساری عمر ایک بھی پھل نہیں لگا۔ وجہ یہ ہے کہ جو ضدی آدمی چنے ہوئے تھے ان سے ہی ٹکراتے رہے۔ آج وہ یہ دلیل لے کر آیا کل یہ دوسری دلیل لے کر آئے۔ ہر روز ہنگامے، ہر روز گفت و شنید، گرم گرم بحثیں یہاں تک کہ بعض دفعہ لڑائیوں تک بھی نوبت پہنچ جاتی تھی مگر وہ ان دوستوں کے ساتھ آپس میں اس طرح جڑ چکے تھے کہ علیحدہ نہیں ہو سکتے تھے اور ساری عمر اپنی ضائع کر دی۔ اگر ان کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو آسانی کے ساتھ خدا کے فضل سے ایسے سعید فطرت مل سکتے تھے لیکن کیوں ایسا نہیں کیا؟ یہ سوال ہے جس کو آپ کو سمجھنے کے لئے سمجھنا ضروری ہے۔

انانیت کی بہت سی قسمیں ہیں

بعض قسمیں دبی ہوئی شکل میں ہیں بعض بدلی ہوئی شکل میں موجود ہیں بعض دفعہ جن سے ایک دفعہ تیز گفتگو میں مقابلہ شروع ہو جائے، اگر آپ اُس کے کسی سوال کا جواب نہ دیں اور یہ کہہ دیں کہ جی! میں تمہیں دیکھ چکا ہوں، بس کافی ہو گئی۔ میں ہار گیا سمجھو تو اگر آپ میں یہ کہنے کی صلاحیت نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ کسی موقعہ پر میں نے اپنی ذات کی ہار قبول ہی نہیں کرنی تو آپ ایسے شخص سے پھر کبھی پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ ایک تلخ گھونٹ پینے کے لئے آپ کو تیار ہونا پڑے گا۔ ایک موقعہ پر آپ کو یہ کہنا پڑے گا میاں تم جیت گئے، میں ہار گیا۔ میرے پاس جواب نہیں ہے یعنی تمہاری ان لغو بحثوں کا جواب نہیں ہے۔ تم جیتے ہارا ہوا سمجھو لیکن خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑو۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے تو بعض دفعہ اس کی مخفی انانیت کہتی ہے کہ لو جی تم شکست کھا گئے۔ اچھے آپ کو تم نے نیچا دکھا دیا اور یہ روک اس سے پیچھا چھڑانے میں حائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جن صاحبان کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ ایک سے زائد ہیں جو میرے ذہن میں ہیں۔ بعض فوت ہو گئے بعض زندہ بھی ہیں۔ ان کی یہ عادت ان کی تبلیغ کے مؤثر ہونے کی راہ میں ہمیشہ روک رہی اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے جواب دینا ضروری ہے اور اچھے جواب جانے کر آتے ہیں مگر جس نے قبول ہی نہیں کرنا اس کو اچھے یا بُرے جواب سے کوئی بحث نہیں ہے اُس نے بہرحال قبول نہیں کرنا تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ کوئی شخص چند خاص قسم کے لوگوں کے ساتھ مسلسل سر تو نہیں ٹکرا رہا۔ میں جب جرمنی گیا تو وہاں میں نے اور بھی بڑے بڑے سرگرم عمل دیکھے۔ افریقہ میں بھی آج کل بڑا کام کر رہے ہیں۔ بعض دوستوں سے

جب کبھی ملاقات ہوئی اور تبلیغ کی بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ہم تبلیغ کی کوشش کرتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جب مزید پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہوواہ وٹنس والوں سے وہ اپنا سر کھپا رہے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تمام عیسائیوں میں سب سے زیادہ متعصب ہیں اور بعض (BIGOTED) ہیں۔ ان کی عقلی حالت ایسی ہے کہ ان کے اندر بدلنے کی صلاحیت نہیں ہے اور ایک خاص قسم کا دماغ ہی ہے جو یہوواہ وٹنس بنتے ہیں۔ یہوواہ وٹنس کے لئے جو صلاحیتیں چاہئیں ان میں دماغ کی کرکڈ نیس (CROOKEDNESS) ضروری ہے۔ اور کچھ نظر کی تنگی ضروری ہے۔ اس کے بغیر اچھا یہوواہ وٹنس بن ہی نہیں سکتا۔ الا ماشاء اللہ بعض کہیں ایسے نکل آتے ہیں جو یہوواہ وٹنس بننے کے اہل نہیں ہوتے پھر بھی بن جاتے ہیں اور ایک احمدی ان کو ان نفرتوں سے بچا بھی لیتا ہے۔ مثلاً جاپان سے مجھے ایک خط آیا جس سے پتہ لگا کہ ایک یہوواہ وٹنس والا اتنا سعید فطرت تھا کہ چند باتوں میں ہی اس کا دل یہوواہ وٹنس سے ہٹ کر اسلام کی طرف مائل ہو گیا لیکن وہ شاذ کی تو ہیں ہی۔ ان کو عیسائیت کا اتنا زیادہ گہرائی سے علم نہیں اور گہرائی سے اتنا تعلق نہیں ہے مگر عیسائیوں میں بعض تبلیغی فرقے ایسے ہیں جو دماغ کی کمزوری اور صلاحیتوں کے منجمد ہونے کی وجہ سے مذہبی بنے ہوئے ہیں۔ مولویت کے لئے بے وقوفی کا ہونا ضروری ہے اور جہاں بے وقوفی ضد میں بدل جائے وہاں آپ جو چاہیں کریں، آپ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ان کو میں نے سمجھایا۔ میں نے کہا تم کیوں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو اور اگر یہوواہ وٹنس والوں سے بات کرنی ہے تو کم سے کم پتہ تو کرو کہ ان کو کس طرح گلے سے اتارا جا سکتا ہے۔ یا وہ سیدھے ہوں یا انہیں منہ دکھانے کے لائق نہ رہیں ان سے گفتگو کی طرز اور ہونی چاہئے۔ اس قسم کی ایک خاتون ایک دفعہ مجھ سے ملنے تشریف لائی تھیں، گفتگو کرنے لگیں۔ میں نے کہا تم مجھے پہلے یہ بتاؤ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ اور خدا کے تعلقات کیا ہیں۔ وہ واقعۃً بیٹا ہیں۔ ہاں جی بالکل پکا بیٹا اس میں تو شک کا کوئی سوال ہی نہیں۔ میں نے کہا تو حضرت مریمؑ پھر ماں ہوئیں۔ تو کہا کہ طبعی بات ہے ماں ہیں۔ خدا باپ ہے تو حضرت مریمؑ پھر خدا کی بیوی کہلائیں نا پھر۔ اگر وہ نکاح نہیں ہوا تو پھر یہ رشتہ جو ہے بڑا گندا رشتہ بنتا ہے اور ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے کوئی گندا رشتہ قائم ہوا اور اگر نکاح ہوا ہے لیکن آسمان پر ہی ہوا ہے۔ ضروری نہیں کہ دنیا میں پڑھایا گیا ہو تو پھر منکوحہ بیوی بن گئی ہے اب اگلا مسئلہ یہ بتاؤ کہ جب یوسف نجار سے شادی کی تو کیا خدا نے طلاق دی تھی یا دو خاوند کئے ہیں۔ ایک خاوند خدا تھا جس سے مسیحؑ پیدا ہوئے اور ایک یوسف نجار تھا جس سے اور بہت سے بچے پیدا ہوئے تو یہ مسئلہ حل کرو۔ اب ایسے مسائل جو عقلی نقطۂ نگاہ سے پیش کئے جائیں ان کا کوئی جواب نہیں ہے آپ آزما کر دیکھ لیں۔

ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے گفتگو کرنی چاہئے

اس میں کوئی شک نہیں دل آزاری کی خاطر نہیں۔ سمجھانے کی خاطر یہ اشکال ان کے سامنے رکھے جا سکتے ہیں ایک دو کے ساتھ آپ اس طرح کی عقلی دلائل سے گفتگو کریں تو آپ ان کو بلائیں گے بھی تو وہ آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ جہاں اس میدان میں وہ آپ کو کھینچ لائیں یعنی بائبل کے بعض ایسے بیانات جن کو نہ وہ خود سمجھتے ہیں نہ عام انسان کی استطاعت ہے گہرے مضمون سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ جو چاہیں کریں آپ کبھی ان کی اصلاح نہیں کر سکیں گے اور ہمیشہ وہ یہ سمجھیں گے کہ ابھی یہ ہمارا شکار ہے تو اس لحاظ سے بھی تفصیلی چھان بین سیکرٹری تبلیغ کو یا اس کے ساتھیوں کو کرنی پڑے گی کہ جن لوگوں کو تبلیغ کر رہے ہیں وہ کون لوگ ہیں، ان کے رد عمل کیا ہیں۔ یہ ذہین جنبیت رہے ہیں یا خود ابہام کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

بڑا وسیع مضمون ہے اور بڑے وسیع وقت کا تقاضا کرتا ہے۔ بہت سے ایسے تربیت یافتہ مددگاروں کی ضرورت ہے۔ بہت دعاؤں کی ضرورت ہے لیکن چونکہ اب وقت کافی زیادہ ہو چکا ہے۔ میں نے گھڑی پر نظر ذرا دیر میں ڈالی ہے اس لئے اس مضمون کو میں یہاں ختم کرتا ہوں انشاء اللہ آئندہ خطبہ سے دوبارہ اس مضمون کو شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صرف سمجھنے کی توفیق نہ بخشے بلکہ جو ہم سمجھیں اس کو عمل میں ڈھالنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

درخواست دعا

خاکسار کے خالو مکرم بشیر احمد صاحب آف تلاکور شدید بیمار ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے نیز خاکسار کی ہمشیرہ صاحبہ کے دیور مکرم ریحان احمد آف کلکتہ کو گٹھیا کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ ۱۰/ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے کامل شفایابی کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب کرام ان دو صاحبان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (بشیر الدین کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس)

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کا ذکر خیر

(۱) از محترم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کو ۲۴ دسمبر کو خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف پچیس سال سے زائد تادم واپسیں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے امیر جماعت کے اہم عہدہ پر فائز رہے۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گذار بزرگ تھے آپ گوناگوں اوصاف حمیدہ کے متحمل تھے ایسے وجود بہت کم ہی نظر آتے ہیں اور ان وجودوں کے گزر جانے سے ایک خلا واقع ہو جاتی ہے۔ جس کو پر کرنے کے لئے کافی وقت لگتا ہے۔ مرحوم خلفاء عظام سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے اور مرکزی نمائندگان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور موصوف تبلیغ کا بے پناہ جوش اور ولولہ رکھتے تھے اور اس راستہ میں بے دریغ خرچ کرتے۔ آندھرا پردیش میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ سے جو پسماندہ قومیں احمدیت میں داخل ہونے کے لئے بے قرار ہیں اس تعلق سے محترم سیٹھ صاحب مرحوم نے اپنا وقت اور مال خرچ کیا اور تمام عداوت اور مخالفتوں کے مقابل پر سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اس قدر تبلیغ کا جوش اور جذبہ تھا کہ خاص طور پر تبلیغ کے لئے وین تیار کی اور فرماتے مولوی صاحب فجر کے بعد تبلیغ کے لئے نکلنا ہے تیار رہیں خاکسار گاڑی لے کر حاضر ہوگا۔ اور کیا دیکھتے کہ وقت مقررہ پر مشن ہاؤس پہنچ جاتے اور کئی کئی دن اضلاع میں قریہ قریہ پہنچ کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں آپ کی ہمت کو دیکھ کر نوجوانوں کو بھی ہمت ملتی اکثر اپنے خطابات میں جماعت کو تبلیغ کے لئے تیار کرتے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس شعر پر ہر وقت عمل پیرا رہتے ہے

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

موصوف نے متعدد نوجوانوں کو اپنے خرچ پر قادیان میں تعلیم حاصل کروانے کے لئے بھجوایا۔ موصوف نے اپنے چھوٹے بھائی محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کے ہمراہ حضور انور کی خدمت اقدس میں تلگو ترجمہ قرآن مجید کے مکمل اخراجات ادا فرمائے جزاھما اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بڑھ کر کیا خراج عقیدت مل سکتا ہے کہ موصوف کی طرف سے حضور انور کی خدمت اقدس میں اپنی بیماری کے ایام میں امارت کے عہدہ سے سبکدوشی کی درخواست پر حضور انور نے تحریر فرمایا کہ کیا یہ کم خوش نصیبی ہے کہ آپ امیر ہونے کی حالت میں خدا کے حضور حاضر ہوں۔ اور حضور اقدس کا یہ ارشاد آپ کے لئے پورا ثابت ہوا کہ تادم واپسیں امیر کے عہدہ پر رہے۔ حیدرآباد کی جماعت ہندوستان کی شہری جماعتوں میں سب سے بڑی جماعت ہے موصوف نے ایک لمبا عرصہ اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ے

جانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(۲) از مکرم ایم اے ستار صاحب تلاپوری سیکرٹری مال حیدرآباد

یوں تو سیٹھ صاحب مرحوم سے رشتہ داری تھی۔ میرے مرحوم بھائی جناب محمد عبدالحی صاحب کی بڑی صاحبزادی سیٹھ صاحب کے فرزند میاں منیر الدین صاحب سے بیاہی گئی ہے اس کے علاوہ آپ کی ایک صاحبزادی مبارکہ بیگم صاحبہ میرے برادر نسبتی جناب عبدالعزیز خان صاحب عرف دادو میاں سے بیاہی گئی ہیں اور حال ہی میں میرے بڑے بھائی جناب محمد عبداللہ صاحب قریشی کے چھوٹے صاحبزادے سے آپ کی نواسی بیاہی گئی ہے لیکن سیٹھ صاحب مرحوم سے ان روابط سے کوئی آمد و رفت سیٹھ صاحب کے ہاں خاکسار کی نہیں تھی۔

خاکسار اپنے دلی تاثرات صرف اور صرف جماعتی تعلقات کی بناء پر ضبط تحریر کر رہا ہے عرصہ پانچ چھ سال سے سیٹھ صاحب کے ساتھ جماعتی کام کرنے کی سعادت حاصل تھی اور سیٹھ صاحب مرحوم کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقعہ ملا۔

سیٹھ صاحب مرحوم جماعت کے بے لوث خدمت گذار تھے اور ایک لمبے عرصہ تک وہ جماعت کی بے انتہا خدمت کی۔ ان کی ان خدمات کو جماعت فراموش نہیں کر سکتی۔ وقت کی قربانی، پیسے کی قربانی یہ کوئی معمولی وصف نہیں۔ ضمیر میں وہ چیز ہو تب ہی وہ کر سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

قادیان دارالامان میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات

ڈائری از مورخہ ۴؍ جنوری تا ۱۱؍ جنوری ۹۲ء

مرتبہ مکرم چوہدری ہادی علی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن

۴؍ جنوری ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اور دیگر مبارک مزارات پر دعا کے لئے حسب معمول تشریف لے گئے۔ بعد ازاں واپس دارالمسیح تشریف لے آئے۔

آج قادیان سے دہلی روانہ ہونے کا پروگرام تھا۔ ۱۱ بجے کے قریب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ دفتر میں تشریف لائے اور مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اور دیگر ناظر صاحبان کو جو واپس ربوہ تشریف لے جا رہے تھے الوداعی ملاقات اور معانقہ کا شرف بخشا نیز دو اور انفرادی ملاقاتوں کے بعد ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب عرف ماسٹر جی کے گھر تشریف لے گئے۔

ماسٹر بھوپندر سنگھ صاحب جن کا بچہ پرم ویر سنگھ جو تین سال کی عمر کا ہو گا۔ کی خواہش پر ایک روز صبح کی سیر کے دوران حضور انور اُن کے گھر تشریف لے گئے تھے اور اُن کی طرف سے پیش کردہ دودھ نوش فرمایا تھا۔ یہ بچہ حضور انور سے اس قدر مانوس ہو چکا ہے کہ اپنے والد کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اسے حضور انور سے ملانے کے لئے لے جائے۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر کی شام کو جبکہ مسجد اقصیٰ میں مجلس مشاورت بھارت کا اجلاس جاری تھا۔ سردار صاحب اس بچے کو لے کر دارالمسیح تشریف لائے اور انتظار میں حضور انور کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے رہے کہ جب حضور مشاورت سے فارغ ہو کر تشریف لائیں تو یہ بچہ حضور انور کو دیکھ لے اور آپ سے پیار لے۔ مشاورت کا اجلاس شام 8 بجے تک جاری رہا اور ادھر یہ بچہ انتظار کرتا کرتا اپنے باپ کی گود میں سو گیا۔ جب حضور انور تشریف لائے تو یہ بچہ گہری نیند سو چکا تھا۔ چنانچہ حضور نے اسے پیار کیا بچے کے والد نے خدمت اقدس میں بڑے ادب اور بڑی آرزو سے یہ درخواست کی کہ ۴ جنوری کو اس بچے کی سالگرہ ہے حضور ضرور ہمارے گھر تشریف لائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہم سالگرہ منانے اور تقریب منعقد کرنے کے قائل نہیں ہیں البتہ سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے ضرور آئیں گے۔ اس وعدہ کے مطابق آج حضور انور بوائے ہی امرتسر کیلئے روانہ ہونے سے قبل ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اس بچے کو پیار دیا اور تحفہ پیش کیا اور اس کے والدین کو مبارکباد دی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس دارالمسیح تشریف لائے اور جب حضرت بیگم صاحبہ اور حضور انور کے دیگر اہل خانہ اور افراد قافلہ کاروں میں سوار ہو گئے تو یہ قافلہ جس میں کاروں کے علاوہ آگے اور پیچھے پولیس سکواڈ کی ایک ایک گاڑی بھی تھی روانہ ہو کر دوپہر ۵۰۔۱۲ پر امرتسر پہنچ گیا۔ امرتسر میں Circuit House اور P.W.D Rest House میں حضور انور مع اہل خانہ اور اہل قافلہ ٹھہرے۔ وہیں نماز ظہر و عصر ادا کی گئی اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ وہاں سے 2 بجے روانہ ہو کر 5 منٹ کے بعد حضور امرتسر ریلوے اسٹیشن پر تشریف لائے اور 2:15 پر "شان پنجاب" ٹرین کے ایئر کنڈیشنڈ ڈبے میں مع اہل خانہ دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ گاڑی 30۔10 بجے شب دہلی اسٹیشن پر رکی جہاں سے حضور انور آپ کے اہل خانہ اور اہل قافلہ کاروں اور کوچ کے ذریعہ مسجد بیت الہادی دہلی میں پہنچے۔ یہ سارا سفر بخیر و خوبی طے پایا۔ الحمد للہ

۵؍ جنوری ۹۲ء دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ صبح ۱۰ بجے سے 30۔۱ بجے تک مختلف دفتری امور سر انجام دیئے۔ نماز ظہر و عصر 30۔۱ بجے مسجد بیت الہادی دہلی میں ادا کی گئیں۔ 30۔3 پر حضور انور کو دہلی میں ایک عالمی Peace Conference میں بطور چیف گیسٹ کے مدعو کیا گیا تھا لیکن بوجوہ حضور انور اس کانفرنس میں شامل نہیں ہوئے۔

نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور مسجد میں ہی تشریف فرما ہوئے اور مجلس علم و عرفان کا انعقاد ہوا۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی حضور انور نے احباب جماعت کے مختلف سوالوں کے جوابات کے علاوہ بعض احباب سے تعارف حاصل کیا اور بعض کو عند الطلب ہومیو پیتھک نسخہ لکھ دیئے۔

مسجد میں کم و بیش ایک سو سے زائد افراد مقیم تھے جو ہندوستان اور بیرون ہندوستان اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہونے کے لئے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔

۶؍ جنوری ۹۲ء دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے (جو کہ مسجد کے ساتھ منسلک مشن ہاؤس "ایوان الہدیٰ" میں ہے)

صبح ۱۰ بجے محترمہ پریا وشواناتھ صاحبہ اسسٹنٹ ایڈیٹر سنڈے ٹائمز آف انڈیا نے مشن ہاؤس آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تفصیلی انٹرویو لیا جو کم و بیش ایک گھنٹہ پندرہ منٹ جاری رہا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت الہدیٰ کے سامنے سڑک کے اُس پار آبادی "سنگم وہار" میں ایک پلاٹ پر دعا کے لئے تشریف لے گئے جہاں جماعت کی طرف سے ہومیو پیتھک و ایلوپیتھک ڈسپنسری قائم کی جانی مقصود ہے۔

بعد دوپہر ۴ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے راجہ گلاب سنگھ صاحب جو حضور انور کے کالج کے زمانہ کے دوست ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ان کے خاندان سے دیرینہ تعلقات تھے۔ مع اپنے بیٹے کے ملنے تشریف لائے۔ بعد ازاں بعض اور ملنے والوں نے بھی حضور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

نماز مغرب و عشاء شام 20۔6 پر ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور مسجد میں تشریف فرما رہے اور مجلس علم و عرفان شروع ہوئی۔ اس میں حضور انور نے مختلف علاقوں اور ملکوں سے آئے ہوئے افراد سے تعارف حاصل فرمایا اور بعض سوالات کے جواب دیئے اور کئی دوستوں کو ہومیو پیتھک نسخے تجویز فرمائے۔ یہ مجلس تقریباً 45 منٹ جاری رہی۔

۷؍ جنوری ۹۲ء دہلی نماز فجر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح 30۔10 بجے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، مکرم پرائیویٹ سیکرٹری نصیر احمد قمر صاحب، مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یو کے، صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر کی میٹنگ بلائی اور بعض امور کے بارہ میں مشورہ کیا اور آئندہ دنوں میں پروگراموں کا جائزہ لیا۔

۱۱ بجے انڈیا میں انگریزی کے سب سے زیادہ شائع ہونے والا اخبار "انڈین ایکسپریس" جو سارے انڈیا میں بیک وقت دس مقامات سے شائع ہوتا ہے کے نمائندہ Mr SUSHIL KUTTY نے حضور انور کا انٹرویو لیا جو تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہا۔

نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے دوپہر ادا کی گئیں۔ 3 بجے ہندوستان کے ایک بہت مشہور جرنلسٹ سردار خشونت سنگھ صاحب سابق ایڈیٹر Illustrated Weekly of India حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے مشن ہاؤس دہلی تشریف لائے۔ بعد ازاں 30۔4 پر یہاں کے ایک بہت بڑے کالم نویس اندر ملہوترا صاحب مع اہلیہ اور ایک خاتون جرنلسٹ Ms VASUDEVA حضور انور سے ملنے کے لئے مشن ہاؤس تشریف لائے۔

نماز مغرب و عشاء ۶ بجے ادا کی گئیں نمازوں کے بعد حضور انور ہندوستان کے مشہور جرنلسٹ اور کالم نویس مکرم کلدیپ نیر صاحب جو کہ انگلستان میں انڈیا کے سابق ہائی کمشنر بھی رہے ہیں کے گھر ان کی دعوت پر تشریف لے گئے جہاں 45 منٹ تشریف فرما رہے۔ وہاں سے رخصت ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم ہر دیال سنگھ صاحب کھنڈا صاحب کے گھر اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جن کے بھائی مکرم سردار رجیت سنگھ صاحب آف جرمنی حضور انور سے غیر معمولی عقیدت اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور ان کا سارا خاندان ہی حضور انور سے عقیدت و احترام میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر دیال سنگھ صاحب کو چند روز قبل دل کی تکلیف شروع ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ صاحب فراش ہیں۔ احباب جماعت سے اُن کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ انہوں نے اپنی ملک کار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی استعمال کے لئے اور نیک مشن کے دیگر کاموں کے لئے مع ڈرائیور دی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ کئی روز سے گلے کی خرابی وغیرہ سے علیل ہیں مگر اس تکلیف میں بھی سب کام حسب معمول جاری ہیں۔ حضرت بیگم صاحبہ کی صحت بھی کمزور ہے۔

احباب جماعت سے بہت دعاؤں کی درخواست ہے۔ یہاں مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب آف امریکہ اور مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب بٹ آف قادیان علاج کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

۸؍ جنوری ۹۲ء دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح 30۔10 پر مختلف خدام جو حیدر آباد اور بعض دوسرے شہروں سے ڈیوٹی کی غرض سے مشن ہاؤس میں مقیم ہیں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ان کی تعداد 15 تھی۔ ان کے علاوہ تین فیملیوں نے بھی حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ انفرادی ملاقاتوں کے بعد خاکسار نے دفتری ڈاک خدمت اقدس میں پیش کی اور دنیا کے مختلف ممالک سے متعلقہ امور کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ

تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلے اور ہدایات جاری فرمائیں۔ نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئی۔

بعد دوپہر ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع فیملی مکرم راجہ گلاب سنگھ صاحب کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے وہاں سے ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت الہادی تشریف لے آئے۔ اور نماز مغرب و عشاء کے بعد اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

حضور انور کی طبیعت گلے کی خرابی کی وجہ سے بدستور خراب ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ نیز حضرت بیگم صاحبہ کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

۹ جنوری ۹۲ء دہلی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔ حضور کی طبیعت بدستور خراب ہے اور جسم میں آج کچھ حرارت بھی رہی۔ حضور انور نماز ظہر و عصر کے لئے 1.45 پر تشریف لائے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد شام چھ بجے تک آرام فرمایا۔

سوا پانچ بجے حسب ذیل معززین حضور انور سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔

1۔ مکرم جے نارائن صاحب سینئر ایڈووکیٹ اور ان کا بیٹا۔

2۔ مکرم دویا ناتھ صاحب آئی اے ایس ریٹائرڈ۔ سابق سیکرٹری ہیلتھ۔ گورنمنٹ آف انڈیا۔

3۔ مکرم عبد الاحد صدیقی صاحب۔ ڈی جی آف پولیس سنٹرل ریزرو پولیس دہلی۔

مکرم سید فضل احمد صاحب سابق ڈی جی آئی آف پولیس بہار ان کے بیٹے سید طارق صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے مشن ہاؤس میں ان کی چائے وغیرہ سے تواضع کی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تقریباً سوا چھ بجے ان سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور چند منٹ ان کے ساتھ بیٹھ کر نماز مغرب و عشاء کے لئے مسجد تشریف لے گئے۔

۱۰ جنوری ۹۲ء بروز جمعہ حضرت آصفہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت گذشتہ کئی روز سے پتہ اور گردے کی تکلیف کی وجہ سے علیل تھی۔ نیز یہاں آرام مکمل میسر نہ آسکنے کی وجہ سے آپ کی جلد لندن واپسی کے لئے برٹش ایرویز کی فلائٹ BA142 میں سیٹ بک کرائی گئی تھی آپ کے ہمراہ آپ کی بڑی بیٹی محترمہ صاحبزادی شوکت جہاں صاحبہ کے علاوہ مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اور ان کے بیٹے عزیزم صاحبزادہ مرزا آدم عثمان احمد صاحب اور عزیزہ صاحبزادی ندا النصر صاحبہ بھی تھے ان کے علاوہ مکرم مرزا عبد الرشید صاحب لندن، مکرم مشہود الحق صاحب سویڈن اور لندن کے ایک خادم مکرم صباح الدین صاحب اس قافلہ میں شامل تھے۔ یہ فلائٹ دہلی کے اندرا گاندھی ایرپورٹ سے ٹرمینل 2 سے مقامی وقت کے مطابق صبح 1 بجے روانہ ہوئی اور لندن کے گیٹ وک ایرپورٹ پر مقامی وقت کے مطابق تقریباً 12 بجے پہنچ گئی اور حضرت بیگم صاحبہ بخیریت 2 بجے دوپہر لندن مشن ہاؤس میں اپنی قیامگاہ میں پہنچ گئیں۔ الحمد للہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان جانے کے لئے پونے گیارہ بجے دہلی مشن ہاؤس سے دہلی کے اندرا گاندھی ایرپورٹ کے لئے روانہ ہوئے اور ساڑھے گیارہ بجے ایرپورٹ کے ٹرمینل 3 پر تشریف لائے۔ سامان کی CHECK IN اور دیگر معمول کی کارروائی پہلے سے ہی کر لی گئی تھی۔ حضور انور سیدھے لاؤنج میں تشریف لائے اور چند ہی منٹوں کے بعد اپنی تین پوتیوں، ایک نواسے اور اراکین قافلہ کے ہمراہ انڈین ایرلائن کے ہوائی جہاز بوئنگ 737 کی فلائٹ نمبر 423 میں سوار ہوئے جو امرتسر جانے کے لئے تیار تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ آپ کی تینوں بیٹیاں، محترمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ مع اپنے بیٹے مرزا عدنان احمد صاحب، آدم صاحب، محترمہ صاحبزادی یاسمین صاحبہ اور محترمہ صاحبزادی عطیۃ المجیب صاحبہ تھیں اور قافلہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان، مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب، مکرم نصیر احمد قمر صاحب، خاکسار ہادی علی، مکرم آفتاب احمد خان صاحب، مکرم میجر محمود احمد صاحب، چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب، مکرم مرزا عبد الباسط صاحب لندن۔ مکرم خالد نبیل ارشد صاحب، مکرم مسعود حیات صاحب لندن، وجاہت احمد صاحب لندن اور مکرم سید فضل احمد صاحب انڈیا شامل تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس طیارہ میں سیٹ F-1 پر تشریف فرما ہوئے۔ 12.25 پر جہاز کی پرواز شروع ہوا اور پھر چند لمحوں میں آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا اور تقریباً 45 منٹ کی پرواز کے بعد امرتسر کے ایرپورٹ پر اتر گیا۔ امرتسر ایرپورٹ پر قادیان سے مکرم سعادت احمد صاحب نائب ناظر امور عامہ قادیان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر اراکین قافلہ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کاروں کا انتظام کیا ہوا تھا اسی طرح حسب سابق پولیس اسکارٹ بھی موجود تھی۔ ایرپورٹ سے نکلتے ہی حضور انور اور دیگر سب اراکین قافلہ کاروں میں بیٹھ گئے اور یہ قافلہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے خلیفہ چہارم کے ہمراہ مسیح پاک کی بستی اور احمدیت کے دائمی مرکز کی جانب رواں دواں ہوا۔ یہ قافلہ سات کاروں، ایک ویگن اور دو پولیس اسکاورٹ کی گاڑیوں پر مشتمل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو بجکر چالیس منٹ پر قادیان دار الامان میں ورود فرمایا۔ دار المسیح میں یہاں آقا کے منتظر خادموں کا ہجوم عقیدت جس طرح آقا کی سواری دیکھتے ہی نعرہ ہائے تکبیر سے فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔ چہروں پر ایک ایسی مقدس خوشی رقصاں تھی کہ جیسے وہ آسمان سے اتر رہی ہو۔ آقا کو ایک نظر دیکھنے کی تمنا میں ہر نظر کار کے نیلے رنگ کے شیشوں کو چیر کر اندر اترنے پر جیسے بے قرار ہو۔ اور جس نظر نے آقا کو ایک مرتبہ دیکھ لیا۔ وہ دوسری دفعہ دیکھنے کے لئے بیتاب ہو گئی اور جو اس سے محروم رہی وہ کار کا تعاقب کرتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ کار دار المسیح کے بڑے گیٹ میں سے اندر چلی گئی اور اس زمین نے خلیفۃ المسیح کی ایک بار پھر قدم بوسی کی جس پر خدا کے پاک مسیح کے قدم چلتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر دار المسیح میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ جمعہ 3 بجے شروع ہوگا چنانچہ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بلند آواز سے احباب جماعت کو جمعہ کے وقت سے آگاہ فرمایا۔

آج حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی قادیان میں دوبارہ درود جمعہ کے دن ہوا۔ قادیان میں دوبارہ آمد سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "تشنیٰ وثلاثہ ورُبع" کا ایک حصہ "تشنیٰ" ایک رنگ میں پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ (آج جمعہ اور دس تاریخ بھی ہے)

نماز جمعہ و عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آرام فرمایا۔ آج طبیعت بہتر تھی، مگر بظاہر کمزوری اور سفر کی تھکن کے آثار چہرے اور جسم پر عیاں تھے۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن، ربوہ اور قادیان کے نمائندگان اور بعض صاحب الرائے احباب کی میٹنگ طلب فرمائی جو حضور انور کے دفتر میں شام کو 7 بجے شروع ہوئی اور تقریباً پونے نو بجے دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس میٹنگ میں متفرق انتظامی و فلاحی امور کے بارہ میں حضور انور نے ارشادات اور ہدایات سے نوازا اور مشورے طلب فرمائے۔

۱۱ جنوری بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ نماز کے بعد حسب معمول بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ وہاں مبارک مزارات پر دعا کے بعد واپسی پر حضور انور ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر کے گھر تشریف لے گئے۔ محترمہ عزیزہ علی صاحبہ (اہلیہ ڈاکٹر جعفر علی صاحب آف کلیولینڈ امریکہ) جو ان دنوں مکرم ڈاکٹر بشیر احمد ناصر صاحب کے ہاں مقیم ہیں اور ان کا چھوٹا بچہ بیمار ہے۔ حضور انور نے ان کی عیادت کی اور مناسب ہدایات کے بعد حضور انور دار المسیح تشریف لائے۔

آج صبح جب بہشتی مقبرہ جانے کے لئے حضور انور دار المسیح کے مین گیٹ سے باہر تشریف لائے تو راستہ میں حکیم سورن سنگھ صاحب میونسپل کمشنر قادیان ملے۔ وہ بڑے تپاک اور بے لوث محبت سے خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملے اور برجستہ گویا ہوئے کہ "جب تقسیم ملک کے بعد ہم یہاں آئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کی قادیان واپس آنے کی پیشگوئیاں ہیں۔ اس پر آس وقت یہ پیشگوئیاں بے حقیقت لگتی تھیں۔ اور ہم ان پر ہنسا کرتے تھے لیکن اب آپ یہاں تشریف لائے ہیں اور ساری دنیا سے احمدی بھائی یہاں آئے دیکھے ہیں تو ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں سچی ہیں۔"

اس کے بعد حکیم صاحب نے مزید خیر سگالی کے جذبات اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اسی طرح کئی غیر مسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید کا نشانوں کو ملاحظہ کرتے تھے اور ان کا اظہار کرتے تھے اور آج بھی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے یہ لوگ گواہ بن رہے ہیں جو ایک زمانہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائیں۔ گلشن احمد اللہ کرے ہمیشہ یونہی مسکن باد صبا رہے اور عنایات یار کی نسیم ہمیشہ یہاں چلتی رہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت آج بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ صبح سوا نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دفتر میں تشریف لائے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے آج کے پروگراموں کی تفصیل اور دیگر دفتری امور پیش کر کے ہدایات حاصل کیں۔ ان کے بعد محترمہ عزیزہ علی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر جعفر علی صاحب نے شرف ملاقات پایا اور ان کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب صدر اصلاحی کمیٹی قادیان نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں متعلقہ امور پیش کر کے ہدایات لیں۔ بعد ازاں شہر کے غیر مسلم احباب نے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات کا شرف پایا۔ بعض گروپس کی صورت میں آئے اور بعض فیملیز کی صورت میں ان کی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی اور بعض نے علاج کے لئے ہومیو پیتھک نسخے بھی حاصل کئے یہ سلسلہ نماز ظہر و عصر تک جاری رہا۔

(باقی آئندہ)

درخواست دعا

میری بہن عزیزہ کوثر سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید نذیر احمد صاحب آف سرگودھا سر میں شدید درد کے سبب بیمار ہے ڈاکٹروں نے برین ٹیومر کا شک ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

درخواست کنندہ: سلیقہ النساء اہلیہ مکرم عبد الحفیظ ناصر قادیان

پیغمبرِ اسلام کا منفرد اور مثالی مقام

ایک ہندو وِدوان کی نظر میں

از مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت

انیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں متحدہ ہندوستان کی مسلم صحافت کا ایک جدید دور شروع ہوا جس میں دہلی، کلکتہ، حیدرآباد دکن، علی گڑھ، لاہور اور قادیان کے دوش بدوش پٹنہ کے قدیم اور تاریخی شہر نے بھی نہایت اہم کردار ادا کیا جہاں رسالہ "انجمن مذاکرہ علمیہ" "نور الاسلام" روزنامہ "انیس بہار" "اخبار انسٹیٹیوٹ" جیسے وقیع رسائل و جرائد جاری ہوئے۔

مقدم الذکر دونوں رسالے شہرہ آفاق واعظِ اسلام حضرت مولانا حسن علی صاحب مونگھیری (۲۲ اکتوبر ۱۸۵۲ء۔ فروری ۱۸۹۶ء) کی ادارت میں نکلتے تھے جو اسلام کے جری پہلوان تھے اور جنہیں بعد میں حضرت مسیح موعودؑ کے ۳۱۳ اصحاب کبار میں بھی شمولیت کا فخر حاصل ہوا۔ آپ متعدد کتابوں کے مؤلف اور مترجم بھی تھے اور مسلم اور غیر مسلم دونوں حلقوں میں آپ کو یکساں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

نامور مستشرق پروفیسر ٹامس واکر آرنلڈ (PROF. THOMAS WALKER ARNOLD) نے اپنی کتاب دعوتِ اسلام (PREACHING OF ISLAM) میں ان کی والہانہ تبلیغی کوششوں اور قلمی و لسانی جہاد کا نقشہ نہایت پُر کیف انداز میں کھینچا ہے اور لکھا ہے کہ آپ کا نام تاریخی دنیا میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (باب نہم)

رسالہ انجمن مذاکرہ علمیہ ۱۸۷۷ء میں جاری ہوا۔ انجمن کے صدر نواب سید ولایت علی خان صاحب اور مہتمم حضرت مولانا تھے۔

رسالہ "نور الاسلام" حضرت مولانا صاحب نے اللہ جلّ شانہٗ کی تحریک اور القاء کے تحت فروری ۱۸۸۶ء میں جاری فرمایا۔ آپ ان دنوں پٹنہ شہر کے ایک سکول میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ سوائے ملازمت کے اور کوئی ذریعہ آمدن آپ کا نہیں تھا۔ مگر آپ نے ہدایت ربانی کے تحت ہیڈ ماسٹری سے استعفیٰ دے دیا اور باقی عمر اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کر کے جہاد کبیر کے میدان میں اُتر آئے۔ اور پورے ملک میں دھوم مچا دی۔ کوئی مسلمان مورخ اس دور کی دینی اشاعتی تاریخ پر قلم اُٹھاتے ہوئے آپ کے جاری کردہ رسالہ "نور الاسلام" کو فراموش نہیں کر سکتا۔

برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم اور کتاب "سیرت النبیؐ" کے مؤلف علامہ سید سلیمان ندوی صاحب حضرت مولانا حسن علی صاحب کی شخصیت اور رسالہ "نور الاسلام" سے بہت متاثر تھے جس کا کھلا اظہار انہوں نے پبلک میں بھی کیا چنانچہ انہوں نے ۱۹۲۵ء کے آخر میں اسلامی تعلیمی انجمن کے زیر انتظام مدراس کے لالی حال میں آنحضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جامعیت پر لیکچر دیا۔ جس میں رسالہ نور الاسلام کے حوالہ سے ایک تعلیم یافتہ ہندو کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی مقامِ جامعیت کا تذکرہ نہایت ولولہ انگیز الفاظ میں کر کے زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی نے فرمایا:۔

"آج سے تیس چالیس برس پہلے پٹنہ کے مشہور واعظِ اسلام ماسٹر حسن علی مرحوم جو "نورِ اسلام" نام کا ایک رسالہ نکالتے تھے، اس میں انہوں نے اپنے ایک ہندو تعلیم یافتہ دوست کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے ایک دن ماسٹر صاحب سے کہا کہ میں آپ کے پیغمبر کو دنیا کا سب سے بڑا کامل انسان تسلیم کرتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا ہمارے پیغمبر کے مقابلہ میں تم حضرت عیسیٰؑ کو کیا سمجھتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محمدؐ کے مقابلہ میں عیسیٰ علیہ السلام ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دانائے روزگار کے سامنے ایک بھولا بھالا بچہ بیٹھا ہوا میٹھی میٹھی باتیں کر رہا ہو۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم کیوں ہمارے پیغمبر اسلام کو دنیا کا کامل ترین انسان جانتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محمد کو اُن کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف نظر آتے ہیں جو کسی ایک انسان میں تاریخ نے کبھی یکجا کر کے نہیں دکھائے۔

بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں ہو اور بے بس ایسا کہ خود اپنے کو بھی اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں۔ دولت مند ایسا ہو کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے ہوئے اُس کے دار الحکومت میں آ رہے ہوں اور محتاج ایسا کہ مہینوں اُس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو اور کئی کئی وقت اُس پر فاقے سے گزر جاتے ہوں۔ سپہ سالار ایسا ہو کہ مٹھی بھر نہتے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پُر جوش جاں نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چون و چرا دستخط کر دیتا ہو۔ شجاع اور بہادر ایسا ہو کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تن تنہا کھڑا ہو اور نرم دل ایسا کہ کبھی اُس نے انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو۔ باتعلق ایسا ہو کہ عرب کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اُس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اُس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کے سدھار کی اُس کو فکر۔ غرض سارے سنسار کی اُس کو فکر ہو اور بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اُس کو نہ ہو اور اس کے سوا ہر چیز اُس کو فراموش ہو۔ اُس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے بُرا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں دعائے خیر کی اور اُن کا بھلا چاہا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے دشمنوں کو اُس نے کبھی معاف نہیں کیا اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا اور عذاب الٰہی سے ڈراتا رہا۔ عین اُس وقت جب اُس پر ایک تیغ زن سپاہی کا دھوکہ ہوتا ہو وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ عین اُس وقت جب اُس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہو، وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتا ہے۔ عین اُس وقت جب ہم اس کو شاہِ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے۔ عین اُس دن جب عرب کے اطراف سے آ کر اس کے صحن مسجد میں مال و اسباب کا انبار لگا ہوتا ہے اُس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے۔ عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام بن کر بھیجے جا رہے ہیں۔ فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینہ کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینہ پر پڑ گئے تھے۔ عین اس وقت جب آدھا عرب اس کے زیر نگیں ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر دربار ہوتے ہیں۔ ادھر اُدھر نظر اُٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپ ایک کھردری چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں۔ جسم مبارک پر بانوں کے نشان پڑ گئے ہیں۔

ایک طرف مٹھی بھر جَو رکھے ہیں، ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کی یہ کل کائنات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑتے ہیں۔ سبب دریافت ہوتا ہے۔ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہو گا؟ قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخرت کی سعادت

ابوسفیان جو آنحضرتؐ کے سب سے بڑے حریف تھے، فتح مکہ کے دن وہ حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر اسلامی لشکر کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ونگ ونگ کی بیرقوں اور جھنڈیوں کے سایہ میں اسلام کا دریا امنڈتا آرہا ہے۔ قبائلِ عرب کی موجیں جوش مارتی ہوئی بڑھتی چلی آرہی ہیں۔ ابوسفیان کی آنکھیں اب بھی دھوکہ کھاتی ہیں، وہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں، عباس! تمہارا بھتیجا تو بہت بڑا بادشاہ بن گیا۔ حضرت عباسؓ کی آنکھیں کچھ اور دیکھ رہی تھیں فرمایا۔ ابوسفیان! یہ بادشاہی نہیں نبوت ہے۔

عدی بن حاتم قبیلۂ طے کے رئیس مشہور حاتم طائی کے فرزند تھے اور مذہبًا عیسائی تھے، وہ حضورؐ کے دربار میں آتے ہیں، صحابہؓ کی عقیدت مندیوں اور جہاد کا ساز و سامان دیکھ کر ان کو اس فیصلہ میں دقت ہوتی ہے کہ محمدؐ بادشاہ ہیں یا پیغمبر، دفعتًا مدینہ کی ایک غریب لونڈی آکر کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ حضورؐ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ فرماتے ہیں دیکھو مدینہ کی جس گلی میں کہو میں تمہاری باتیں سن سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی حاجت پوری کر دیتے ہیں۔ اس ظاہری جاہ و جلال کے پردے میں یہ عجز، یہ انکساری اور تواضع دیکھ کر عدی کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور وہ دل میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ یقینًا پیغمبرانہ شان ہے۔ فورًا گلے سے صلیب اتار پھینکتے ہیں اور محمدؐ رسول اللہ کا حلقۂ اطاعت اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں۔"

(خطباتِ مدراس صفحہ ۸۷ - ۸۹ تالیف علامہ سید سلیمان ندوی ناشر ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور اکتوبر ۱۹۸۳ء)

سال ۱۹۹۲ء میں تبلیغی و تربیتی جلسوں کا پروگرام

عہدیداران مبلغین اور معلمین کرام جماعتہائے احمدیہ ہندوستان سے گزارش ہے کہ درج ذیل پروگرام کے مطابق شایان شان رنگ میں جلسوں کا اہتمام کریں اور بروقت مختصر اور جامع رپورٹیں نظارت ہذا کی معرفت اخبار بدر کو بھجوائیں۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ سہولت کے مطابق تاریخوں میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

(۱):- جلسہ یوم مصلح موعودؓ	۲۰ر فروری (تبلیغ) ۱۳۷۱ ہش	۱۹۹۲ء
(۲):- جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام	۲۳ر مارچ (امان)	//
(۳):- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶ر اپریل (شہادت)	//
(۴):- جلسہ یوم خلافت	۲۷ر مئی (ہجرت)	//
(۵):- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۲۸ر جون (احسان)	//
(۶):- ہفتہ قرآن کریم	یکم تا ۷ر جولائی (وفا)	//
(۷):- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۰ر اگست (ظہور)	//
(۸):- جلسہ پیشوایانِ مذاہب	۶ر ستمبر (تبوک)	//
(۹):- جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۹ر اکتوبر (۱۲ر ربیع الاول) ۱۴۱۳ ہجری قمری	
(۱۰):- یوم تبلیغ	کم از کم سال میں دو مرتبہ ماہ جون و ماہ اکتوبر ۱۹۹۲ء	

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواست دعا:- خاکسار کی والدہ محترمہ کی صحت و سلامتی درازی عمر کے لئے نیز چھوٹے بھائیوں کے کاروبار میں برکت و ترقی کے لئے اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

خاکسار - بشارت احمد حیدر قادیان

قرارداد تعزیت جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد

مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء کو یہ روح فرسا اطلاع قادیان وصول ہوئی جب کہ جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد اور چنتہ کنٹہ کے احباب کا معتد بہ حصہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے قادیان جا چکا تھا کہ حضرت الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

محترم سیٹھ صاحب مرحوم قادیان کے فارغ التحصیل تھے۔ اپنی وفات تک صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر رہے عرصہ تیس سال امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کے جلیل القدر عہدہ پر فائز رہ کر بہ حیثیت امیر نمایاں خدمات انجام دیں اور اپنی وفات تک امیر جماعت حیدرآباد کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے۔ اور طویل عرصہ چنتہ کنٹہ جماعت کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں اور وہاں ایک شاندار مسجد بنام مسجد فضل عمر تعمیر کروائی تھی۔ مضافات ورنگل کی جماعتوں کے قیام میں سیٹھ صاحب محترم مرحوم کی خدمات بھلائی نہیں جا سکتیں دامے درمے سخنے ان جماعتوں کے قیام اور استحکام کی کوشش فرماتے رہے۔ مرحوم تہجد گذار صوم و صلوٰۃ کے پابند دعا گو بزرگ تھے ہر سال جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لے جاتے اور جلسوں کی صدارت بھی فرماتے تھے۔ اس دفعہ صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے بے حد خواہش مند تھے اور انتظامات بھی فرما چکے تھے کہ اچانک طبیعت خراب ہو گئی اور پروگرام ملتوی ہو گیا۔ باوجود اپنی ضعیف العمری اور خرابیٔ صحت کے جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے چنانچہ اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل مجلس عاملہ حیدرآباد کا اجلاس طلب کیا تھا۔ اور جماعتی امور کی یکسوئی فرمائی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کس قدر جماعتی کاموں کو اپنی صحت پر ترجیح دیتے تھے۔

الحاج سیٹھ صاحب مالی قربانیوں میں ہمیشہ آگے رہتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے۔ تلگو قرآن مجید کی اشاعت آپ نے مرحوم والدین کے نام پر کثیر رقم خرچ فرمائی۔ بہرحال مرحوم امیر صاحب میں بڑی خوبیاں تھیں۔ مرحوم کی خدمات کو جماعت احمدیہ حیدرآباد، سکندرآباد و چنتہ کنٹہ اور مضافات ورنگل کی جماعتیں کبھی فراموش نہیں کر سکتیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت فرمائے اور ان کے ورثاء اور متعلقین کو صبر جمیل عطا کرے اور جماعت کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم غمزدہ احباب جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد
(مورخہ ۱۹ر جنوری ۱۹۹۲ء)

جلسہ یوم مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جملہ صدر صاحبان، امراء جماعت، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں ۲۰ر فروری ۱۹۹۲ء کو جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کر کے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور جلسہ کی غرض و غایت اور پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں نیز جلسوں کی مختصر روداد نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوا دیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق تاریخ انعقاد میں رد و بدل کر سکتی ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

روسی احمدی مسلم جناب راویل بخاریو کا

کیرلہ میں کامیاب دورہ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے روس کے پہلے احمدی مسلمان جناب راویل بخاریو کا صوبہ کیرالہ کا طوفانی دورہ نہایت کامیاب اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا متحمل رہا۔

تعارف

موصوف کو صرف دو سال قبل احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی تھی۔ یہ روس کے تاتارستان میں واقع خازان کے باشندے ہیں۔ جو ماسکو سے ۸۰۰ کیلومیٹر مشرق میں ایک شہر ہے۔ انہوں نے خازان یونیورسٹی سے اور ماسکو یونیورسٹی سے مختلف اعلیٰ ڈگریاں حاصل کی تھیں سوویت رائٹرز یونین اور ہنگارین رائٹرز یونین (SOVIET WRITERS UNION) کے ممبر اور ایک جرنلسٹ اور شاعر ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مسیح ہندوستان میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف مذہب کے نام پر خون وغیرہ ۲۰ کے قریب احمدیہ لٹریچرز کا روسی زبان میں ترجمہ کرنے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ آپ کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خطبات میں تعریفی کلمات فرمائے ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر کیرلہ کے احمدیوں کے ایک وفد کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے ایک ہفتہ کیرلہ کی جماعتوں کا دورہ کرنا از راہ کرم آپ نے منظور فرمایا

کالیکٹ میں ورود

اس کے مطابق موصوف مورخہ ۱۷ جنوری ۹۲ء بروز اتوار بعد دوپہر کالیکٹ وارد ہوئے۔ آپ کے استقبال کے لیے ریلوے سٹیشن میں سینکڑوں احباب موجود تھے گلپوشی اور نعرہ تکبیر اور مختلف اسلامی نعروں سے ان کا استقبال کیا۔

وہاں سے مختلف کاروں میں احمدیہ مسجد میں پہنچے جہاں بہت سارے احباب نے آپ کی نہایت گرم جوشی سے خوش آمدید کہی۔ اسی وقت مسجد میں منعقدہ ایک استقبالیہ اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ مجھے قطعاً امید نہیں تھی کہ آپ لوگ اتنے پیار و محبت اور خلوص کے ساتھ اس رنگ میں میرا استقبال کریں گے اس سے میں بہت متاثر ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض احمدیت کی برکت ہے کہ ہمارے درمیان خدا تعالیٰ نے اس رنگ میں پیار و محبت اور خلوص کا رشتہ قائم کیا ہے۔

اسی دن بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ میں ایک سوال و جواب کی مجلس قائم ہوئی۔ جس میں احباب جماعت کے تمام سوالات کا نہایت بہترین رنگ میں جواب دے کر محظوظ فرمایا۔

پریس کانفرنس

دوسرے دن صبح ۱۱½ بجے تا ۱۲½ بجے کالیکٹ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شہر کے ۱۲ اخباروں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ روس کے حالات کے بارے میں اور کمیونزم کا زوال اور وہاں اسلام کا نفوذ وغیرہ مختلف امور کے بارے میں اخبار نویسوں کے تمام سوالات کا نہایت برجستہ انداز میں آپ نے جواب دیا دوسرے ہی دن تمام اخبارات نے نمایاں رنگ میں یہ رپورٹ شائع کی۔

جلسہ عام

شام کو پانچ بجے صوبائی احمدیہ سینٹرل کمیٹی کی طرف سے کالیکٹ ٹاؤن ہال میں محترم جناب راویل صاحب کے اعزاز میں ایک شاندار استقبالیہ جلسہ عام کا انتظام کیا گیا۔ وقت مقررہ سے بہت پہلے ہی ٹاؤن ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد جلسہ کے اختتام تک ٹاؤن ہال میں اور اس کے باہر کے گراؤنڈ میں تل دھرنے کو جگہ نہیں تھی محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی زیر صدارت مکرم احمد سعید صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ اس عظیم الشان جلسہ کا آغاز ہوا۔

مکرم P. M. کنجا مو صاحب امیر جماعت کالیکٹ نے استقبالیہ خطاب کیا۔ اس کے بعد خاکسار محمد عمر نے اور مکرم مولانا محمد ابوالوفا صاحب اور مکرم این عبد الرحیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن شری ڈاکٹر ای کے۔ جی نمبیار پروفیسر کیرلہ یونیورسٹی اور پروفیسر پوترن کالیکٹ یونیورسٹی نے جلسہ کو مخاطب کر کے روس کے انقلابات کے بارے میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

سب کے آخر میں محترم جناب راویل صاحب تقریر کرنے کے لیے اٹھے تو ہال کے اندر بیٹھے ہوئے تمام غیر احمدی و غیر مسلم سامعین نے اپنے رواج کے مطابق تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ آج کی اس حسین شام میں اور اس نہایت خوبصورت اور پیاری مجلس کو جو ہال کے اندر اور باہر بھری ہوئی ہے مخاطب کرنے میں میں فخر محسوس کرتا ہوں میں سوویٹ یونین کا ایک باشندہ ہوں۔ سوویٹ یونین اور ہندوستان کے درمیان ایک عرصہ سے گہرے مراسم اور روابط ہیں اور میری دلی تمنا ہے کہ یہ روابط اور مراسم ہمیشہ قائم رہے۔

میں ایک توحید پرست مومن ہوں۔ مومن وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اور اپنی زندگی اور موت کو خدا کے سپرد کرے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ اللہ کی آواز ہی بلند ہوتی رہتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ سوویت یونین نے دنیا میں اپنے آپ کو ایک عظیم طاقت کے طور پر ظاہر کرنے کے لیے وہاں کے عوام سے بہت قربانیاں لی تھیں۔ اور اقلیت کی خاطر اکثریت کو قربانی کا بکرا بنا لیا تھا جس کا آخری نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔

آپ نے بتایا کہ روحانی ارتقاء اور بہبودی کے علاوہ دنیاوی خوشحالی کیلئے بھی اس زمانہ میں صرف قابل عمل مذہب حقیقی اسلام ہی ہے جو آج احمدیت کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ میں نے دنیا میں بہت سارے ممالک کا دورہ کیا۔ مختلف قسم کے لوگوں سے رابطہ قائم کیا۔ لیکن احمدیوں کی طرح اطمینان بخش زندگی اور پر مسرت چہرہ مجھے دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے۔

آپ نے دوران تقریر یہ بتایا کہ میری بچپن سے ہی یہ خواہش تھی کہ ہندوستان کا دورہ کروں اور یہاں کے خوبصورت مقامات دیکھ لوں۔ میری یہ خواہش خدا تعالیٰ نے قبول احمدیت کے بعد پوری کر دی۔ میں نے یہاں آ کر دلی کی جامع مسجد۔ آگرہ کا قلعہ اور تاج محل وغیرہ دیکھے۔ اسلامی تہذیب و تمدن فنون دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے یہ بھی احساس ان عمارتوں کو دیکھ کر پیدا ہوا کہ مجھے ان عمارتوں میں عظمت اور گہرائی تو نظر آئی۔ لیکن کہیں عاجزی اور نظر نہیں آئی جو اسلام کی روح رواں ہے۔

آپ نے آخر میں اپنے قبول احمدیت کی داستان سنا کر بتایا کہ آج دنیا میں دائمی امن احمدیت کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ کی یہ تقریر نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنی گئی۔ آخر میں مکرم A. Q. مسلم صاحب صوبائی سکریٹری تبلیغ کے شکریہ کے ساتھ نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے بعد دیر تک آپ سامعین کے سوالات کے جواب دیتے رہے

اس جلسہ کی رپورٹ تصاویر کے ساتھ تمام اخبارات نے نمایاں رنگ میں شائع کیں

کرونا گپلی

کالیکٹ کے جلسہ سے فارغ ہوکر محترم راویل صاحب اور خاکسار رات کے گیارہ بجے کی گاڑی سے کرونا گپلی کے لئے روانہ ہوئے اور ہم دوسرے دن صبح ۷ بجے کرونا گپلی میں پہنچے ریلوے سٹیشن میں بہت سارے احمدی احباب رومال کھڑے ہوکر موصوف کا نہایت شاندار رنگ میں استقبال کیا۔

پریس کانفرنس

کرونا گپلی سے ۱۲ میل دور ضلع کے ہیڈ مقام کوٹاون کے پریس کلب میں بصبح ۱۱ بجے ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں اس کانفرنس میں شہر کے ۱۶ اخباری نمائندگان نے شرکت کی حالات حاضرہ پر اور خاص کر روس میں پیدا شدہ سیاسی و دیگر تبدیلیوں کے متعلق نمائندگان کے تمام سوالات کا موصوف نے نہایت تسلی بخش جواب دیا یہ کانفرنس ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ دوسرے دن تمام اخبارات نے اس کانفرنس کی رپورٹ میں اُن سے پوچھے گئے بعض سوالات اور ان کے جوابات شائع کئے

جلسہ عام

مورخہ ۱۴ر جنوری شام کے ۷ بجے۔ کرونا گپلی کے عام بازار میں ایک عظیم الشان جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کرونا گپلی کی تاریخ میں اتنا بڑا جلسہ جس میں مختلف مذاہب والے ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے ہوں منعقد نہیں ہوا۔ جلسہ گاہ میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس کے علاوہ دور دور تک ہزاروں لوگ دو گھنٹے مسلسل کھڑے کھڑے تقریریں سنتے رہے مکرم مراد احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم ایم۔ عبدالوہاب صاحب B.A نے استقبالیہ خطاب فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں روس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر کرکے آجکل روس میں احمدیت کے فروغ کے بارے میں روشنی ڈالی

اس کے بعد مکرم راویل صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ میں اس بات کو ایک معجزہ سمجھتا ہوں کہ ایک کھلے میدان میں ہزاروں لوگوں کو مخاطب کرکے اپنے خیالات پیش کرنے کی توفیق پا رہا ہوں میں کیرلہ کے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ مختلف اقوام و ملل اور مذاہب کے لوگ آپس میں نہایت پیار و محبت اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ پُرامن طریق سے زندگی گزار رہے ہیں۔ بحیثیت ایک احمدی کے میرا آپ کے لئے یہی پیغام ہے کہ جس طرح آپ کا کیرلہ بہت خوبصورت ہے آپ لوگ تعلیم یافتہ ہیں اور بہت صاف ستھرے رہتے ہیں اسی طرح اسی پیار و محبت کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ آپنے روس میں کمیونزم کے زوال کی وجوہات بیان کیں کہ صرف مادیت کے ذریعہ دنیا میں امن قائم نہیں ہوتا اس کے لئے روحانیت اور خشیت الی اللہ کی ضرورت ہے

خاکسار کے مختصر خطاب کے بعد یہ جلسہ عام نہایت شاندار رنگ میں اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ایرناکلم

کرونا گپلی کے کامیاب پروگرام کے بعد دوسرے دن مورخہ ۱۵ر جنوری کو بعد نماز فجر ہم دونوں بذریعہ کار ایرناکلم کیلئے روانہ ہوئے راستے میں جماعت احمدیہ کاکی ناڈ میں چند گھنٹوں کیلئے رکے جہاں انگریزی روزنامہ INDIAN EXPRESS کے نمائندہ شری پرتاپ نے محترم موصوف کا قریباً دو گھنٹے انٹرویو لیا۔

اس کے بعد مسجد احمدیہ میں ظہر و عصر کی نماز پڑھنے کے بعد احباب جماعت کو مخاطب کرکے مختصر خطاب فرمایا۔

جلسہ عام

جماعت احمدیہ ایرناکلم کے زیر اہتمام MAS. HOTEL کے لیکچر ہال میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ شام کے ۵½ بجے خاکسار کی زیر صدارت مکرم مولوی محمد فاروق صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ عام شروع ہوا۔ اس جلسہ میں مقامی ہائی کورٹ کے جج۔ چار پانچ ایڈووکیٹ۔ پروفیسرز۔ ڈاکٹرز اور شہر کے بعض سرکردہ شخصیتوں نے شرکت کی تھی۔

مکرم عبدالرحمن صاحب صدر جماعت کاکی ناڈ نے استقبالیہ تقریر کی اس کے بعد خاکسار نے روس میں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔

بعد ازاں ایڈووکیٹ شاہد احمد صاحب ترشن پرساد اور پروفیسر ای رام چندر نے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کرکے تقریر کی۔

محترم راویل صاحب نے اپنی تقریر میں اسلام اور کمیونزم کی تعلیمات کا موازنہ کرتے ہوئے اسلام کی برتری ثابت فرمائی

کالیکٹ یونیورسٹی میں تقریر

ایرناکلم کے پروگرام کے بعد ہم دونوں کالیکٹ میں واپس آئے۔ مورخہ ۱۷ر جنوری بروز جمعہ شام کو ۳½ بجے کالیکٹ یونیورسٹی میں پروفیسر اُنی کرشنن کی زیر صدارت منعقدہ ایک خصوصی جلسہ کو محترم راویل نجاریو صاحب نے LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کے زیر عنوان ایک گھنٹہ نہایت پُراز معلومات تقریر اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر کی جسے سبھی لوگوں نے بہت پسند کیا۔ پروفیسر پوتیرن نے شکریہ ادا کیا۔ اس اجلاس میں یونیورسٹی کے پروفیسر صاحبان اور طلباء و طالبات نے شرکت کی۔

نلمبور

کیرلہ یونیورسٹی کے پروگرام سے فارغ ہوکر چھ سات کاروں میں موصوف مع احباب کے نلمبور کیلئے روانہ ہوئے وہاں شام کو ۷ بجے مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت منعقدہ ایک پبلک جلسہ میں محترم راویل صاحب نے تقریر کی۔ مکرم ایل۔ عبدالرحیم صاحب نے استقبالیہ پیش کیا۔ اس موقعہ پر بھی غیر معمولی طور پر ہزاروں لوگوں کا مجمع تھا۔

کینانور

مورخہ ۱۸ر جنوری کو ہم کینانور میں پہنچے جہاں بعد دوپہر مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں تمام احباب و مستورات نے شرکت کی خاکسار کی زیر صدارت منعقدہ اس اجلاس میں محترم راویل صاحب نے نصف گھنٹہ تقریر کی جس کے بعد احباب کے چند سوالات کا بہترین رنگ میں جواب دیا۔ اسی شام کو INDIAN MEDICAL ASSOCIATION HALL میں شہر کے معززین کے ایک اجتماع کو آپنے مخاطب کیا۔ خاکسار کی زیر صدارت منعقدہ اس اجلاس کو INDO SOVIET CULTURAL ORGANIZATION کے نمائندہ شری پی پی لکشمن۔ کیرلہ کے ایک مشہور سماجی و سیاسی ورکر پی۔ مادھوداس اور ایک جرنلسٹ پی۔ پدمانابھن اور مقامی S.N کالج کے پروفیسر ایم۔ محمد صاحب نے جماعت احمدیہ کی امن بخش تعلیمات اور قربانیوں اور عالمگیر سرگرمیوں کو بہت سراہا۔

اس کے بعد محترم راویل صاحب نے روس میں کمیونزم کے زوال کی وجوہات بیان کرنے کے بعد وہاں جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اسلام کے نفوذ پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر قریباً ¾ گھنٹہ تک ہوئی اس موقعہ پر محترم ایم عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن کی تصنیف جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ اور خدمت اسلام کی رسم اجرائی محترم راویل صاحب شری بدم نابھن کو دیکر فرمائی۔

اس جلسہ سے فارغ ہوکر ہم ایک جلسہ عام کو مخاطب کرنے کیلئے STADIUM CORNER میدان کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا ایک بہت بڑا مجمع محترم راویل صاحب کے انتظار میں تھا۔

ساڑھے چھ بجے شام محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب صوبائی امیر کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ کو مکرم وی۔کے۔ محمود صاحب صدر جماعت اور خاکسار نے مخاطب کیا آخر میں محترم راویل صاحب نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے فلسفہ پر نہایت دلچسپ تقریر کی۔ تمام سامعین نے بہت دلچسپی سے تقریر سماعت کی

پینگاڑی

کینانور کے پروگرام سے فارغ ہوکر دوسرے دن صبح ہم پینگاڑی میں پہنچے جہاں احباب جماعت نے پھولوں کا ہار پہنا کر اور نعرۂ تکبیر سے موصوف کا استقبال کیا۔ اسکے بعد مسجد احمدیہ میں محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب کی زیر صدارت ایک استقبالیہ اجلاس ہوا موصوف نے اس موقعہ پر اپنے قبول احمدیت کی داستان بہت ایمان افروز انداز میں بیان کیا۔

اسی دن شام کو ۵ بجے پینگاڑی بس سٹینڈ کے قریب ایک وسیع گراؤنڈ میں خاکسار کی زیر صدارت ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد مکرم پروفیسر پی۔ محمود احمد صاحب صوبائی سیکرٹری نشر و اشاعت نے محترم راویل صاحب کا تعارف کرانے کے بعد آپ کا نہایت پیار بھرے انداز میں استقبال کیا خاکسار کے مختصر خطاب کے بعد محترم راویل صاحب نے روس میں کمیونزم کے زوال کے بارے میں نہایت پُراز معلومات تقریر کی۔

تقریر کے بعد کئے گئے سوالات کا آپ نے تسلی بخش جواب دیا

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

اس کے بعد یہ جلسہ بھی بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں بھی غیر معمولی طور پر لوگوں کا اژدہام تھا۔ دورہ کیرلہ میں محترم راویلی صاحب کا یہ آخری پروگرام تھا۔

خدا کے فضل و کرم سے کیرلہ میں منعقدہ تمام جلسے اور دیگر پروگرام غیر معمولی طور پر کامیاب رہے۔ ۲۶ اخبارات نے نمایاں طور پر آپ کے جلسوں کی رپورٹیں اور بعض اخبارات نے تصویریں شائع کیں۔ اس طرح کیرلہ کے طول و عرض میں روشن میں احمدیت کے نفوذ اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر سرگرمیوں کا چرچا ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

محترم راویلی صاحب کیننا نور سے مدراس کے لئے مورخہ ۱۹ جنوری ۹۲ء کو رات ۱۱ بجے کی گاڑی سے روانہ ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلص خادم سلسلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ کو سرزمین ہند میں زیادہ سے زیادہ مقبول خدمتِ دین بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعلانات نکاح

مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو نماز مغرب و عشاء سے قبل محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے جلسہ گاہ قادیان میں منعقدہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:-

(۱) مکرمہ غوثیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد عبد القادر صاحب ساکن نظام آباد (آندھرا) کا نکاح مکرم سید ناصر احمد صاحب ابن مکرم سید اسحاق احمد صاحب ساکن ریڈپلی ضلع نظام آباد کے ساتھ مبلغ دو ہزار دو صد روپے حق مہر پر۔ مکرم محمد عبد القادر صاحب نے خوشی کے اس موقعہ پر پچاس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔ احباب سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعث خیر و برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار، چوہدری محمود احمد عارف ناظر بیت المال خرچ قادیان)

(۲) عزیزم برادرم زبیر احمد صاحب شحنہ ابن مکرم فیض احمد صاحب شحنہ مرحوم ساکن یادگیر صوبہ کرناٹک کا نکاح عزیزہ شمیم اختر صاحبہ بنت مکرم عبد السلام صاحب مغل مرحوم ساکن یادگیر کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر۔

(۳) عزیزہ عطیہ بیگم بنت مکرم عبد الرحیم صاحب کرنولی مرحوم ساکن یادگیر صوبہ کرناٹک کا نکاح مکرم نسیم احمد صاحب قریشی ابن مکرم کریم بخش صاحب مرحوم ساکن کراچی (پاکستان) کے ساتھ مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر۔

(۴) عزیزم برادرم عبد الباسط ابن مکرم حاجی محمد محسن صاحب شحنہ مرحوم یادگیری ساکن عادل آباد صوبہ آندھرا کا نکاح عزیزہ انجم افشاں بنت مکرم محمد عبد الحسیب صاحب مرحوم ساکن حیدر آباد کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپیہ حق مہر پر

☆ــــ احباب سے ان تمام رشتوں کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار - بشارت احمد حیدر کارکن شعبہ رشتہ ناطہ قادیان

(۵) ــــ مورخہ یکم دسمبر ۹۱ء کو مکرمہ فضل النساء صاحبہ بنت مکرم ایس۔ آر عبد الرؤف صاحب ساکن شموگہ کا نکاح مکرم عبد الرحیم صاحب بانی ابن مکرم ... خادم صاحب کے ساتھ مبلغ بارہ ہزار سات صد چھیاسی روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ اعلانِ نکاح کے بعد رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ تیسرے روز مکرم عبد الرحیم صاحب بانی نے مسنون دعوت ولیمہ کا انتظام کیا اور مبلغ ۲۵/ روپے اعانت بدر ادا کئے۔ مکرم عبد الرحیم صاحب بانی اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے جملہ خاندان کو قبولِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رشتہ جانبین کے لئے خیر و برکت اور ثمرات حسنہ کا موجب ہو آمین۔

خاکسار، مقصود احمد ... مبلغ سلسلہ شموگہ کرناٹک

درخواستہائے دعا

ــــ میری بیٹی عزیزہ مبارکہ مسرت اہلیہ مکرم جمیل احمد صاحب بھٹی ... کے ہاں ولادت قریب الی ہے صالح نرینہ اولاد عطا ہونے اور صحت و تندرستی کے لئے نیز ان کے شوہر کے کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (خاکسار نصرت جہاں اہلیہ مکرم عبد العلیم صاحب درویش مرحوم قادیان)

ــــ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۹۱ء کو عبد المجید صاحب ... اللہ تعالیٰ نے پہلی بچی سے نوازا ہے جس کا نام حضور انور نے امۃ الاعلیٰ تجویز فرمایا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے خوشی کے اس موقعہ پر موصوف نے ۲۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً۔ (مینیجر بدر)

افسوس! مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش اور مکرم مرزا محمد زمان صاحب درویش وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۱) مکرم بشیر احمد صاحب شاد درویش جن کا اصل نام نذیر احمد ولد مکرم خدا بخش صاحب تھا موضع سیدا ... ضلع شیخوپورہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں مرکز کی خدمت کے لئے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر قادیان آکر درویشان میں شامل ہوئے۔ صبر اور شکر سے درویشی کا دور گزارا۔ خوش مزاج اور ملنسار تھے۔ چند سالوں سے ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ جلسہ سالانہ سے قبل بیمار ہوگئے۔ امرتسر ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔ لیکن جلسہ سالانہ اور حضور انور کی ملاقات کے شوق میں علاج نامکمل چھوڑ کر قادیان پہنچ گئے۔ آہستہ آہستہ تکلیف زیادہ ہوگئی اور مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ عمر قریباً ۸۵ سال تھی۔ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ بیوہ اور ایک بیٹی اور بیٹا یادگار ہیں۔

(۲) مکرم مرزا محمد زمان صاحب درویش مرحوم ولد مکرم مرزا احمد دین صاحب مرحوم پہلی جنگِ عظیم میں فوج میں بطور وٹرنری اسسٹنٹ بھرتی ہوئے، سروس پوری کرکے پنشن پاکر ریٹائر ہوئے تو قادیان آکر صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت میں بطور سٹور کیپر جلسہ سالانہ خدمت بجا لاتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد بطور درویش قادیان ہی میں مقیم رہے۔ عرصہ درویشی میں بطور کلرک لنگر خانہ، دفتر جائیداد اور دفتر بیت المال آمد میں کافی عرصہ خدمت بجا لائے۔ نہایت محنتی، دیانتدار، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار بزرگ تھے۔ گزشتہ پندرہ سال سے ریٹائر زندگی گزار رہے تھے۔ باوجود کمزوریٔ صحت کے بڑی پابندی سے نماز باجماعت مسجد مبارک میں ادا کرتے۔ چندوں کی ادائیگی میں بھی بڑے باقاعدہ تھے۔ وفات سے چند روز قبل کمزوری کا شدید دورہ پڑا جس سے گر پڑے۔ اس کمزور حالت کے پیش نظر بغرض علاج انہیں احمدیہ شفاخانہ میں داخل کیا گیا جہاں علاج اور دیکھ بھال ہوتی رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۲ء بروز جمعرات اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔ بوقتِ وفات ان کی عمر ۹۳ سال تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ اسی روز بعد نماز عصر بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب سے ہر دو بزرگ درویشان کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

ــــ محمد راشد صاحب ... کے بیٹے کو عرصہ دو سال سے ٹانگ کی ... کی وجہ سے تکلیف ہے۔ مبلغ پچاس روپیہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے جملہ احباب جماعت سے بچہ کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (خاکسار محمد افتخار ...)

ــــ مکرم محمود احمد صاحب نائب صدر ... تحریر کرتے ہیں کہ مکرم سیٹھ محمد زکریا صاحب ... تماپور کی ... مسجد کے لئے مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ ادا کئے ہیں ان کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے ــــ مکرمہ ... صاحبہ ... تماپور ... ڈاکٹر ... بتایا ہے۔ ماہ فروری میں آپریشن تجویز ہوا ہے۔ انہوں نے اعانت بدر میں ۲۵/ روپیہ ادا کئے ہیں۔ ان کی کامل صحت کے لئے ــــ نیز خاکسار کی والدہ ایک عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں کامل صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

ــــ ڈاکٹر سید ... شاہ پور نے اعانت بدر میں یکصد روپیہ ادا کئے ہیں۔ موصوف اولاد سے محروم ہیں نرینہ اولاد کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

ــــ خاکسار کی والدہ محترمہ شریفہ بی بی صاحبہ زوجہ لطیف احمد صاحب ساکن محلہ ناصر آباد ربوہ گھر کی سیڑھیوں سے گر گئیں دائیں کندھے اور سر پر اندرونی چوٹیں آئی ہیں۔ علاج جاری ہے۔ موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔ (نذیر احمد شہزاد ... سلطنت عمان)

ــــ مکرم حکیم ... صاحب عالی درویش قادیان تحریر کرتے ہیں کہ میرا بھانجا اور بھتیجا ... اور بیٹی ... بہاولپور کی شادی کو دس سال ہو گئے لیکن تاحال اُن کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پاکستان میں بڑا علاج کروایا ہزاروں روپے خرچ کر چکے ہیں مگر اس نعمت سے محروم رہے۔ درویشان قادیان اور جملہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اُن کے لئے درد دل سے دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں اولاد کی نعمت سے نوازے۔ اور نیک تمنائیں پوری فرمائے نیز دینی و دنیوی ترقیات سے سرفراز کرے۔ آمین۔

محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب کا ذکرِ خیر ——— بقیہ صفحہ (۸)

آج بھی لوگ چنتہ کنٹہ کی مسجد کے افتتاحی جلسہ کو یاد کرتے ہیں۔ مہمانوں کے قیام و طعام کا اتنا بہتر انتظام تھا کہ قادیان کی یاد تازہ ہو جاتی۔ صد سالہ پروگرام کے سلسلہ میں ذاتی طور پر دلچسپی لی۔ کمیٹیاں بنائیں ہر شعبہ کے لئے علیحدہ کمیٹی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ حیدرآباد میں ایک یادگار صد سالہ جشن منایا گیا۔ گاندھی بھون کا جلسہ جس میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی مدتوں یاد رہے گا۔ تلگو ترجمہ قرآن پر آپ نے اور آپ کے خاندان کے دیگر افراد نے کثیر رقم ادا کی۔ ورنگل اور اس کے مواضعات میں تبلیغی سرگرمیوں میں سیٹھ صاحب مرحوم نے رات دن کوشش فرمائی جس کی وجہ سے حیدرآباد میں ایک ہلچل مچ گئی۔ جہاں کہیں مخالفت محسوس کرتے اس کے سدِّباب کے لئے انتظامات شروع کر دیتے۔ مرحوم کے کارناموں کو اس مختصر مضمون میں سمونا بہت مشکل ہے۔ بس اسی قدر کہوں گا کہ مرحوم نمازی، پرہیزگار، تہجد گزار اور دعا گو شخصیت تھے۔ دو ٹوک بات کرنے والے۔ صورت شناس۔ تجربہ کار اور بُردبار تھے۔ ان میں ایک اعلیٰ وصف میں نے یہ پایا کہ ہمیشہ اس دنیا کو وہ عارضی تصور کرتے۔ ہمیشہ اپنی موت کو سامنے رکھتے۔ ہر رمضان میں آخری عشرہ پر جو اجتماعی دعا ہوتی رو رو کر تقریر کرتے اور نصیحت فرماتے کہ آئندہ سال میں نہ رہوں سب مل جل کر رہو۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔ آپس میں جھگڑا مت کرو۔ ہمارے بزرگوں نے اس جماعت کی بہت خدمت کی ہے اس کو سنبھالنا اب آپ کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔

مرحوم بڑے خوددار تھے۔ اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری جائیداد اپنے بچوں میں تقسیم کر دی اور خود ساری زندگی کرائے کے مکان میں گزاری۔ کسی بچے کا سہارا نہیں لیا۔ دم آخر تک اپنا کھایا اور کسی کے محتاج نہ رہے۔ وفات سے دس دن قبل آپ نے مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا حالانکہ ایک دن قبل ہی آپ کے بائیں ہاتھ اور پیر پر فالج کا ہلکا حملہ ہوا تھا۔ اور بہ ہوش و حواس کارروائی چلائی۔ باتوں میں لطافت اور ظرافت بھی ہوا کرتی تھی۔ اس سال جلسہ سالانہ قادیان جانے کی پوری تیاری کر لی تھی۔ معلوم ہوا کہ ایک ماہ قبل ہی اپنا بستر وغیرہ بندھوا کر رکھا لیا تھا اور بچوں کو تاکید فرمائی کہ زاد راہ تم ساتھ لے کر چلو۔ اگر میری وفات ہو جائے تو زاد راہ سب یہ باقی کر کے وہاں پر ہی تجہیز و تکفین کر دینا لیکن تقدیر مبرم نے ساتھ نہ دیا۔ قافلہ کے قادیان کو نکلنے سے چار دن قبل آپ کو نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا۔ میں مکرم سید جہانگیر علی صاحب نائب امیر کے ہمراہ عیادت کو گیا تو مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے کیا چندہ وصول کرنے آئے ہو۔ میں نے کہا نہیں، مزاج پرسی کیلئے تو فرمایا اچھا ہوں۔ پھر نائب امیر صاحب سے کہنے لگے کہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو ایک VAN میں مجھے رکھنا اور ایک VAN میں ہمارے رشتہ داروں کو لے کر چنتہ کنٹہ پہنچانا وہاں غسل دے کر سب کو دیدار کروا کر امانتاً دفن کرنا پھر تمام مہمانوں کو بہ حفاظت حیدرآباد لا کر ہر ایک کو اس کے گھر پہنچا دینا۔

"اخبار بدر کو بند چشمہ نہ بنائیں بلکہ جاری کریں اور دوسروں تک پہنچائیں"

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مجلس مشاورت کے موقعہ پر ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ صرف چند لوگ اخبار بدر کو ترتیب کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں لیکن اکثر گھروں میں پڑھنے کے بعد ضائع ہو رہے ہیں ——— سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

پڑھنے کے بعد ان کو RECIRCULATE کرنا چاہیئے اور فرمایا اس فیضِ عام کو بند چشمہ نہ بنائیں بلکہ جاری کریں اور دوسروں تک پہنچائیں۔

پس خریداران بدر سے درخواست ہے کہ اگر وہ بدر کی فائل محفوظ نہیں کر سکتے تو پڑھ لینے کے بعد اس پرچے کو کسی لائبریری یا اپنے زیر تبلیغ دوستوں تک پہنچانے کا انتظام کریں اس سلسلے میں مقامی سیکرٹری تبلیغ سے بھی تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔

صدر نگران بورڈ بدر

اللہ اللہ! کیا دل گردہ تھا سیٹھ صاحب کا۔ یہ باتیں وہ اس طرح کہہ رہے تھے جیسے کسی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے ——— اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ خدا اپنی رحمت سے سیٹھ صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آپ کی بھرپور مغفرت فرمائے اور اپنے فضل سے ان کے متعلقین اور احباب جماعت کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور پھر اپنے فضل سے جماعت احمدیہ حیدرآباد کو ان کا نعم البدل نیک عادات و اطوار، نمازی، تہجد گزار اور دعا گو امیر عطا فرمائے۔

اللّٰھم اٰمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ارشادِ نبوی
اِجْتَنِبُوا کُلَّ مُسْکِرٍ
(ہر نشہ آور چیز سے بچو)
:- (منجانب) :-
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339
(KERARA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF. 6378622
RESI. 6233381
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱-۰۰۰۰۷

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
باٹا پوٹیئرز کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
۴۲ — ۲۰۲۸ — ۵۱۴۴ — ۵۲۰۶